REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REG. NO. P/GDP-5

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۳ — شمارہ ۴۱

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۳ رمضان ۱۳۹۴ھ — ۱۰ اخاء ۱۳۵۳ ہش — ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۷ اخاء (اکتوبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل میں شائع شدہ ۲۱ ستمبر تک کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو گزشتہ تین روز سے بلڈ پریشر کم ہو جانے کی تکلیف ہے۔ اور ضعف محسوس فرماتے ہیں۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت کاملہ عاجلہ، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرام ہونے کے لئے التزام سے دُعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے۔

قادیان ۷ اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع بچگان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں البتہ محترمہ بیگم صاحبہ کو کئی دنوں سے برونکائیٹس کی وجہ سے کھانسی اور حرارت رہی۔ اب بخار نہیں ہے کھانسی بھی کم ہے۔ البتہ کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب سیدہ موصوفہ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔

★— الحاج مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

★— رمضان شریف کا آخری عشرہ شروع ہونے پر ہر دو مرکزی مساجد میں ۵۹ احباب و خواتین نے اعتکاف کیا۔ (تفصیل دوسری جگہ ملاحظہ ہو) اللہ تعالیٰ سب کے اعتکاف اور دعاؤں کو قبول فرمائے۔ اور اسلام و احمدیت کی سربلندی کے سامان اُس کے فضل سے ہوتے چلے جائیں اور جملہ درمیانی روکیں بھی دُور ہوں۔ آمین۔

سب عزتوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے

آپؐ ہی نے بحر و بر پر محیط کامل فساد کو دُور کرکے دُنیا کو ازسرِنو زندہ کیا

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"سب عزتوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے جس کا کُل اسلامی دُنیا پر اثر ہے۔ آپؐ ہی کی عزت نے پھر دُنیا کو زندہ کیا۔ عرب جس میں زنا، شراب اور جنگ جوئی کے سوا کچھ رہا نہ تھا اور حقوق العباد کا خون ہو چُکا تھا، ہمدردی اور خیر خواہیٔ نوعِ انسان کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا اور نہ صرف حقوق العباد ہی تباہ ہو چکے تھے بلکہ حقوق اللہ پر اس سے زیادہ تاریکی چھا گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پتھروں اور بُوٹیوں اور ستاروں کو دی گئی تھیں۔ قسم قسم کا شرک پھیلا ہُوا تھا۔ عاجز انسان اور انسان کی شرمگاہوں تک کی پُوجا دُنیا میں ہو رہی تھی۔ ایسی حالت مکروہ کا نقشہ اگر ذرا دیر کے لئے بھی ایک سلیم الفطرت انسان کے سامنے آ جاوے تو وہ ایک خطرناک ظلمت اور ظلم و جور کے بھیانک اور خوفناک نظارہ کو دیکھے گا۔ فالج ایک طرف گرتا ہے مگر یہ فالج ایسا فالج تھا کہ دونوں طرف گرا تھا۔ فساد کُل دُنیا پر برپا ہو چکا تھا۔ نہ بحر میں امن و سلامتی تھی اور نہ برّ پُرسکون و راحت۔ اب اس تاریکی اور ہلاکت کے زمانہ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں۔ آپؐ نے آکر کیسے کامل طور پر اس میزان کے دونوں پہلو درست فرمائے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اپنے اصل مرکز پر قائم کر دکھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی طاقت کا کمال اُس وقت ذہن میں آسکتا ہے جبکہ اُس زمانے کی حالت پر نگاہ کی جاوے۔ مخالفوں نے آپؐ کو اور آپؐ کے متبعین کو جس قدر تکالیف پہنچائیں اور اس کے بالمقابل آپؐ نے ایسی حالت میں جبکہ آپؐ کو پُورا اقتدار اور اختیار حاصل تھا۔ اُن سے جو کچھ سلوک کیا وہ آپؐ کے علوِّ شان کو ظاہر کرتا ہے۔

ابوجہل اور اس کے دُوسرے رفیقوں نے کونسی تکلیف تھی جو آپؐ کو، آپؐ کے جاں نثار خادموں کو نہیں دی۔ غریب مسلمان عورتوں کو اونٹوں سے باندھ کر مخالف جہات میں دوڑایا۔ اور وہ چیری جاتی تھیں۔ محض اس گناہ پر کہ وہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ پر کیوں قائل ہوئیں۔ مگر آپؐ نے اس کے مقابل صبر و برداشت سے کام لیا۔ اور جبکہ مکہ فتح ہُوا تو لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہہ کر معاف فرما دیا۔ یہ کس قدر اخلاقی کمال ہے جو کسی دُوسرے نبی میں نہیں پایا جاتا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۷۹، ۸۰)

خلاصہ خطبہ جمعہ

فرمودہ ۱۳ ستمبر ۱۹۷۴ء

ربوہ ۱۴ تبوک (ستمبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کل ۱۳ تبوک کو مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں مذہب کے متعلق پاس ہونے والی قرارداد کے ضمن میں بتایا کہ حضور فی الوقت بحیثیت خلیفۃ المسیح الثالث اِس قرارداد پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ اس پر ابھی بہت غور کرنا اور مشورہ لینا ضروری ہے۔ اِس لئے اس پر باقاعدہ تبصرے کی نوبت مزید کچھ وقت گزرنے کے بعد آئے گی۔ البتہ جہاں تک اِس امر کا تعلق ہے کہ اِس بارہ میں احمدیوں کا ردِّ عمل کیا ہونا چاہیئے۔ سو یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ ایک احمدی کا ردِّ عمل ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ جس میں ظلم کا شائبہ ہو یا جس سے فساد کی بُو آئے۔ کیونکہ احمدیوں کو قرآنِ مجید کی تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ عطا ہونے والی قرآنی بصیرت کی رُو سے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی جو کامل معرفت حاصل ہے، اُس کے زیرِ اثر ایک احمدی کبھی اور کسی حال میں بھی [illegible] سے خفیف ظُلم یا فساد کا [illegible] مائل نہیں ہو سکتا۔

خطبہ کے آغاز میں حضور نے فرمایا [illegible] ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے مذہب کے متعلق [illegible] قرارداد منظور کی ہے۔ اس پر جماعت کے دوست مجھ سے دو سوال دریافت کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ قرارداد پر [illegible] خلیفۃ المسیح الثالث کیا تبصرہ ہے؟ دوم [illegible]

(باقی [illegible])

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ساما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

گورداسپور روٹری کلب میں

حالیہ اینٹی احمدیہ فسادات کے بواعث اور نتائج پر

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی معلومات افزا تقریر

قادیان ۵ اکتوبر - روٹری کلب گورداسپور کے ممبران کی خواہش پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے کل رات ریڈ کراس ہال گورداسپور میں پاکستان میں ہونے والے اینٹی احمدیہ فسادات کے بواعث اور ان کے نتائج پر بصیرت افروز اور معلومات افزا تقریر کی۔ اس موقعہ پر ہمارے نائیجیرین بھائی مکرم خلیل محمود صاحب نے بھی اپنے حلقہ بگوش اسلام ہونے اور قبول احمدیت پر انگریزی میں ایک اثر انگیز برجستہ تقریر کی۔ ہر دو تقاریر کو تمام حاضرین نے بڑی دلچسپی اور خاص توجہ سے سُنا۔ اور پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ ہوئے مظالم کے ذکر پر خاص طور پر ہمدردی کا اظہار کیا۔

گزشتہ ہفتے جمعرات کے روز گورداسپور کے نامور ایڈووکیٹ جناب کلدیپ سنگھ صاحب بیدی قادیان تشریف لائے۔ اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سے ملاقات کر کے اپنے یہاں کے روٹیرین حضرات کی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ آپ ہماری کلب کے ایک اجلاس میں حالیہ اینٹی احمدیہ فسادات کے بواعث اور نتائج پر روشنی ڈالیں۔ امید ہے کہ آپ کی تقریر ہمارے ممبران کے ازدیادِ علم کا باعث ہوگی۔ چونکہ رمضان المبارک کے ایام تھے اس لئے محترم صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ اس مبارک مہینہ کے آخری عشرہ میں تو بوجہ اعتکاف کی خاص عبادت میں حصہ لینے کے کوئی وقت نکالنا مشکل ہوگا۔ اس لئے اس سے قبل ہی کسی روز دو تین گھنٹہ کے لئے آپ بھائیوں کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے میں اور میرے چند ساتھی حاضر خدمت ہو جائیں گے۔ چنانچہ ۴ اکتوبر بروز شام کا وقت طے ہوگیا۔ میزبان حضرات نے اس امر کی بھی پیش کش کی کہ روزے کی افطاری بھی آپ ... یہاں ہی کریں۔ اس لئے اس سب پروگرام کو ملحوظ رکھتے ہوئے سات افراد پر مشتمل یہ قافلہ قادیان سے سوا پانچ بجے شام روانہ ہو کر سوا چھ بجے گورداسپور پہنچ گیا۔

محترم بیدی صاحب نے اپنے ... اراکین قافلہ کا تعارف کرایا۔ افطاری کے بعد ریڈ کراس ہال کی بالائی منزل پر میزبان حضرات نے ہمارے لئے وضو اور نماز کی ادائیگی کے لئے اچھے ... سے انتظام کر رکھا تھا ... بعد پہلے نماز مغرب و عشاء کی دونوں نمازیں باجماعت جمع کر کے پڑھی گئیں۔ اس کے بعد روٹری کلب کی طرف سے تیار کردہ چائے پارٹی ہوئی۔ اور بڑے ہی پُرلطف ماحول میں ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی مختلف مذاہب میں یقین رکھنے والے دوست ایک ہی دسترخوان سے لطف اندوز ہوتے۔ اور مختلف النوع موضوعات پر دلچسپ گفتگو میں حصہ لیتے رہے۔

ٹی پارٹی سے فارغ ہوتے ہی روٹری کلب کے جلسہ کا ہال میں پروگرام تھا۔ پہلے تو کلب کے دستور کے مطابق ابتدائی کارروائی پریذیڈنٹ کلب جناب این۔ کے۔ کوشل صاحب کی صدارت میں مکمل ہوئی۔ اور پھر آپ ہی کی صدارت میں اور آپ کے حکم سے جناب سردار کلدیپ سنگھ صاحب بیدی آنریری سیکرٹری روٹری کلب نے اُردو زبان میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ ہماری کلب کی کارروائی انگریزی میں ہوا کرتی ہے۔ لیکن آج کے ہمارے قابلِ قدر مقرر چونکہ اُردو میں حاضرین سے خطاب کریں گے۔ اس لئے اس وقت میں بھی اُردو میں ہی پہلے چند ابتدائی کلمات کہہ رہا ہوں۔ اس کے بعد محترم بیدی صاحب نے محترم صاحبزادہ صاحب کو ڈائس پر تشریف لانے کی درخواست کی۔ اور بعدہٗ بڑے ہی سلجھے ہوئے فاضلانہ انداز میں محترم صاحبزادہ صاحب کا حاضرین سے تعارف کرایا۔ اور بتایا کہ جماعت احمدیہ قادیان میں آپ کو کیا مقام حاصل ہے۔ اور کس قسم کی خدمات خصوصی طور پر جماعت کی طرف سے آپ کے سپرد ہیں۔ اسی طرح توقع کی کہ حالیہ اینٹی احمدیہ فسادات کے بارہ میں روٹیرین حضرات کو آپ کے لیکچر سے بہت کچھ جانکاری کا موقعہ ملے گا۔

محترم صاحبزادہ صاحب کی تقریر سے قبل مکرم ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے ... شائع شدہ حضرت مصلح موعود کی ۲۸ ... پرانی نظم "جناب مولوی تشریف لے جاتے تو کیا ہوگا" ترنم کے ساتھ ... بڑے ... دوستوں نے سُنا۔

ابتدائی ... کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب ... تقریر ... جو ... گیا۔ ... تمام حاضرین نے کامل سکوت اور بڑی ہی دلچسپی کے ساتھ آپ کی تقریر کے ایک ایک لفظ کو بڑے غور اور انہماک سے سُنا۔

وقت کی مناسبت اور مجلس کے ماحول کے پیشِ نظر محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنی تقریر کو بھگوت گیتا کے شلوک اور قرآن مجید کی آیت کریمہ سے شروع کیا۔ جن کا مشترک مضمون یہی ہے کہ جب جب دنیا میں ضلالت اور گمراہی پھیل جاتی ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے دُنیا کی اصلاح کے لئے اس کے مامور اور مرسل بھیجے جاتے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ تمام مذاہب کی مقدس کتابوں میں اس پُرآشوب زمانہ میں ایک رُوحانی مصلح کی آمد کی خبر دی گئی ہے۔ اگر ہندو دھرم میں حضرت کرشن کی آمدِ ثانی کی خبر دی گئی ہے۔ تو مسیحی مذہب میں حضرت مسیح نے دوسری بار اپنی آمد کی اُمید دلائی ہوئی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی مقدس کتابوں قرآن و حدیث اور صلحاءِ امت کی تحریروں میں اس بات کا وعدہ موجود ہے کہ آخری زمانہ میں جب امتِ محمدیہ بگڑ جائے گی تو ان کی اصلاح کے لئے مسیح موعود اور امام مہدی ظہور فرما ہوں گے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے واضح کیا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا بس یہی دعویٰ ہے کہ میں وہی موعود ہوں جس کی تمام مذاہب والے اپنے اپنے طور پر انتظار کر رہے تھے۔ آپ نے اس بات کو بھی واضح کیا کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے نتیجہ میں اگر ساری دنیا مادی طور پر سمٹ کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو رہی ہے۔ اور اتحادِ نوعِ انسانی کی بنیاد پڑ رہی ہے تو اُبھر رہے اس اتحاد کو مکمل کرنے کے لئے رُوحانی طور پر بھی نوعِ انسان کو ایک ہی رُوحانی وجود کے ہاتھوں ایک ہی پلیٹ فارم پر متحد کیا جانا ازحد ضروری ہے۔ تا مذہبی اور روحانی اختلافات کے سبب دُنیا اختلاف اور تشتت کا شکار ... نہ پائے۔

... کے بعد آپ نے اُن بواعث پر پُر ... تفصیل اور جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی جن ... کی بنا پر پاکستان میں حالیہ اینٹی احمدیہ فسادات ہوئے۔ ان بواعث میں آپ نے ... ... سے غیر احمدیوں کے نظریاتی اختلافات اور جماعت کی عالمگیر سطح پر شاندار اسلامی خدمات اور پھر صد سالہ احمدیہ جوبلی کے نتیجہ میں جماعت کی حیرت انگیز کامیابیوں سے مخالف ... اور عداوت کی آگ مشتعل ہوتا ہے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے احمدیوں کے ساتھ ہوئے مظالم کی جامع تفصیل پر بھی روشنی ڈالی۔ اور ایک مختصر سے گوشوارے کے ذریعہ واضح کیا کہ کس طرح محض عقیدہ اور مذہب کی خاطر احمدیوں کو مالی اور جانی نقصان کو برداشت کرنا پڑا۔ اسی طرح آپ نے اس لرزہ خیز سوشل بائیکاٹ کی بھی مختصر سی تفصیل سامعین کے سامنے رکھی۔ جس کے نتیجہ میں جگہ جگہ احمدی احباب کا قافیۂ حیات تنگ کیا جاتا رہا اور جس کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔ بعض مقامات پر اس قدر تنگی کا سامنا کرنا پڑا کہ احمدی حضرات کو صرف ہوا اور پانی پر کئی دن گزارنے پڑے۔ علم کی اس زبردست روشنی اور دنیا کی حیرت انگیز ترقی کے زمانہ میں بھی خطۂ پاکستان میں انسان انسانوں کے ساتھ ایسا سلوک کر رہے ہیں جس پر معقول انسان انگشت بدنداں ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ ایسے صبر آزما دور اور وحشیانہ مظالم کے باوجود جماعت کے افراد نے صبر و ثبات کا بے مثال نمونہ دکھایا۔ اور ہر قسم کے مظالم کا وار صبر و استقلال سے برداشت کیا۔ اور ایمان کو اپنے سینوں سے لگائے رکھا۔

حالیہ فسادات کے نتائج کا ذکر کرتے ہوئے تقریر کے آخری حصہ میں محترم صاحبزادہ صاحب نے واضح کیا کہ رُوحانی جماعتوں کی طرح یا اس سے پہلے کی مخالفتوں کی طرح ہمارا ایمان اور پختہ یقین ہے کہ اس وقت کی شدید مخالفت کا نتیجہ بھی جماعت کے حق میں بڑا ہی شاندار اور ترقی کی اونچی منازل کی طرف اُٹھانے کا باعث ہوگا۔ آخر میں آپ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی تحریرات سے وہ پیشگوئیاں بھی پڑھ کر سنائیں جو جماعت کی زبردست مخالفتوں کے باوجود اس کی حیرت انگیز ترقیات کے بارے میں ہیں۔ ان سب پیشگوئیوں کو حاضرین نے بڑی توجہ سے سُنا۔ اور بعد میں سبھی نے یک زبان ہو کر اس امر کا اظہار کیا کہ بلاشبہ آپ کی جماعت بہت ترقی کرے گی۔ اور ان مظالم کے نتائج آپ کی جماعت کے حق میں بہت ہی شاندار ہونگے۔

نائیجیرین بھائی کی تقریر

دوسرے نمبر پر محترم برادرم خلیل محمود صاحب ... نائیجیریا نے بزبان انگریزی ایک برجستہ تقریر کی جس میں ... مبلغین کی تبلیغ سے اپنے حلقہ بگوش اسلام ہونے اور پھر قبول احمدیت پر ... ... نائیجیریا

(باقی دیکھئے صفحہ ...)

تبرکات

"سورۃ الشمس" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید مخالفت کی قبل از وقت خبر

آپ کی صداقت کا زبردست ثبوت ہے

قوم ثمود کی طرف سے نبئ وقت کی تکذیب اور سرکشی کا عبرتناک انجام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تصنیفِ منیف "تفسیر کبیر" سے ایک اقتباس!

اخبار بدر کی زیرِ نظر اشاعت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کوئی تازہ خطبہ جمعہ تو میسّر نہیں آسکا۔ البتہ حضور انور کا احبابِ جماعت کو یہ تاکیدی ارشاد ہے کہ فجر اور عشاء کی فرض نمازوں کی دوسری رکعت میں سورت "الشّمس" پڑھی جایا کرے۔ نیز یہ اطلاع ملی ہے کہ ان دنوں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو بڑی کثرت سے — فدمدم علیھم ربّھم بذنبھم فسوّٰھا — کا الہام ہو رہا ہے۔ الہام کے یہ کلمات مبارکہ اسی سورت شریفہ کی ماقبل آخر آیت کا حصہ بھی ہیں — اِن دونوں باتوں کے پیشِ نظر مناسب دیکھا گیا کہ احباب کے روحانی استفادہ کے لئے تفسیر کبیر سے اس سورت شریفہ کی پُر معارف تفسیر کا ضروری حصہ قسط وار خطبہ جمعہ کی جگہ نقل کیا جائے۔ چنانچہ پہلی قسط کے طور پر اس سورت میں مندرج ابتدائی نوٹ، اور پھر سورت کی آخری پانچ آیات کی تفسیر ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ اُمید ہے کہ حضور انور کے مندرجہ بالا تازہ الہام کی روشنی میں تفسیر کبیر کے اس حصہ کا مطالعہ احبابِ جماعت کے لئے رُوحانی بصیرت اور تقویتِ ایمان کا باعث ہوگا —— (ایڈیٹر بدر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تفسیر کبیر جلد ۶ میں سورت "الشمس" کی تفسیر کا آغاز فرماتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"یہ سورت مکّی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے نَزَلَتْ بِمَكَّةَ کہ یہ سورۃ مکّہ میں نازل ہوئی تھی۔ ایسی ہی روایت ابن الزبیرؓ سے بھی ہے۔ عقبہ ابن عامر کی روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ظہر کی نماز میں سُوْرَةُ الشَّمْسِ اور سُوْرَةُ الضُّحٰی پڑھا کریں۔ مطلب یہ کہ اُس وقت زیادہ لمبی سورتیں نہ پڑھا کریں۔ نیز ان دونوں سُورتوں کو ظہر کے وقت سے مناسبت بھی ہے (فتح البیان)

پادری ویری کے نزدیک پہلا نصف حصّہ پہلے سال کا اور آخری نصف تیسرے چوتھے سال کا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ آخری حصہ میں

مخالفتِ انبیاء کا ذکر

ہے۔ وہ کہتے ہیں چونکہ اس سُورۃ کے آخری حصّہ میں انبیاء کی مخالفت کا ذکر ہے اور انبیاء کی مخالفت کا ذکر اُسی وقت اور اُسی سلسلہ میں ہو سکتا ہے جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری مخالفت مکّہ میں شروع ہوگئی ہو۔ اور منظّم مخالفت تیسرے سال کے آخر یا چوتھے سال کے شروع میں ہوئی ہے اس لئے سُورۃ کا یہ حصّہ اُسی وقت کا ہے۔

یہ تو درست ہے کہ یہ سورۃ ابتدائی زمانہ کی ہے اور بالکل ممکن ہے کہ پہلے سال کی ہو یا دوسرے سال کی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تیسرے سال کے ساتھ اس کا تعلّق ہو۔ لیکن ویری کا یہ قیاس کرنا بالکل لغو بات ہے کہ چونکہ اس میں مخالفتِ انبیاء کا اجمالاً ذکر ہے اس لئے آدھا حصّہ پہلے نازل ہو چکا تھا اور آدھا حصّہ بعد میں نازل ہُوا۔ پہلا حصّہ پہلے سال ہی نازل ہُوا اور دُوسرا حصّہ تیسرے یا چوتھے سال میں نازل ہُوا۔ کیونکہ محض مخالفتِ انبیاء کا ذکر مخالفت کے شروع ہو جانے سے تعلّق نہیں رکھتا۔ ہم تو قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھتے ہیں۔ اور اس شک میں پڑنا بالکل خلافِ عقل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آئندہ مخالفت کا علم تھا یا نہیں۔ لیکن پادری ویری اور اُن کے ہم خیالوں کے نقطۂ نگاہ کو مدِّ نظر رکھ کر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایسا اجمالی ذکر مخالفت کا بھی اُسی وقت آسکتا ہے جبکہ مخالفت کے آثار شروع ہو چکے ہوں۔ اگر یہ لوگ قرآنِ کریم کو انسانی کلام سمجھتے ہیں تو بھی اُنہیں یہ خیال کرنا چاہیئے کہ ہر شخص جو ایک نئی بات دوسروں کے سامنے پیش کرتا ہے وہ قدرتی طور پر اُن کے انکار کی اُمید بھی رکھتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ انکار کی شدت یا اس کی نوعیت کا اندازہ نہ لگا سکے۔ مگر انکار و تردید کی اُمید ضرور رکھتا ہے۔ آخر کون عقلمند یہ خیال بھی کر سکتا ہے کہ ایک شخص اپنی قوم کے عقائد کے خلاف، اس کے مذہب کے خلاف اور اس کے رسم و رواج کے خلاف دعوٰے کرے اور پھر وہ یہ امید رکھے کہ لوگ مجھے فوراً ماننے لگ جائیں گے۔ پس ضروری ہے کہ لوگ اس کی بات کا انکار کریں۔ ہاں اگر وہ سچا ہو تو آخر میں

اللہ تعالیٰ کی مدد سے

قبولیت کے آثار دیکھ لے گا۔

جیسا کہ میں اُوپر کئی مواقع پر بیان کر چکا ہوں یہ درست ہے کہ اگر مخالفت کی تفصیلات بیان کی جائیں، تو ایک حکمت سے پُر کتاب ضرور اس امر کو ملحوظ رکھ لیتی ہے کہ وہ تفصیلات یا تو اشارے کنائے میں بیان ہوں۔ اور یا ایسے وقت کے قریب بیان ہوں جب وہ واقعات رُونما ہونے والے ہوں تا مخالف یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں انگیخت کی گئی ہے۔

مخالفت کی انگیخت کا الزام

دُور کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اگر پیشگوئی کے طور پر واقعات بیان نہ کئے جائیں تو اس کے الفاظ چبھنے والے نہ ہوں۔ مگر یہ امر ہم صرف تفصیلات کے تعلق تسلیم کرتے ہیں۔ بعض یہ بات بیان کرنا کہ سچائی کی مخالفت ہُوا ہی کرتی ہے یہ کوئی ایسا مضمون نہیں جس سے لوگ چڑ جائیں۔ ہر روز ہر مجلس میں جب بھی صداقت کا ذکر ہو تو لوگ اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہر نئی صداقت کی مخالفت ہوتی ہے۔ مگر اس سے نہ انگیخت ہوتی ہے، نہ کسی کے دِل میں جوش پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی فتنہ و فساد رُونما ہوتا ہے۔

قرآنِ کریم کے متعلق تو پادری ویری کو قیاس کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ کئی صدیاں اُس کے نزول کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اور عقل سے اس کے نزُول کی تاریخیں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ چونکہ اس میں مخالفت کا ذکر ہے۔ اور وہ بھی آپؐ کی مخالفت کا نہیں بلکہ ایک گذشتہ نبی کی مخالفت کا۔ اس سے یہ استدلال ہوتا ہے کہ یہ آخری حصہ اس وقت کا ہے جبکہ آپؐ کی منظّم مخالفت مکّہ میں شروع ہو گئی تھی۔ مگر ہم یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اُن کا طریقِ استدلال بالکل غلط ہے ایک ایسی مثال پیش کرتے ہیں جو تاریخی واقعات پر مبنی ہے۔ اور جس سے کسی صُورت میں بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانئ سلسلہ احمدیہ جن کا سب زمانہ تاریخی ہے، آپؑ کو

براہین احمدیہ کی اشاعت سے بھی پہلے

الہام ہُوا کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"
(تذکرہ صفحہ ۲۷)

اس الہام میں مخالفت کا ذکر ہے اور مخالفت کے مقابلہ میں خدا تعالےٰ کے زور آور حملوں کا بھی ذکر ہے۔ لیکن ایک تو دُنیا کا لفظ استعمال کر کے مفہوم کو ایسا وسیع کر دیا کہ مسلمان سمجھیں شاید عیسائیوں کا ذکر ہے اور عیسائی سمجھیں شاید مسلمانوں کا ذکر ہے۔ پھر بجائے خصوصیت سے یہ ذکر کرنے کے کہ صوفیاء بھی مخالفت کریں گے اور اکابر اور علماء بھی مخالفت کریں گے۔ عام رنگ میں اللہ تعالےٰ نے اس مخالفت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کر دیا کہ "دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا"۔ مگر یہ الہام آپؑ کو اس وقت ہُوا جب آپؑ براہینِ احمدیہ لکھ رہے تھے۔ اور لوگ آپ پر بڑا اعتقاد رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو بعد میں شدید مخالف ہو گئے اور احمدیت کی مخالفت کو انہوں نے انتہا تک پہنچا دیا اور جو اپنے تکبّر اور رعونت کی وجہ سے کسی کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے انہوں نے بھی براہینِ احمدیہ کو پڑھ کر لکھا کہ:-

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا"

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھا کہ —

"اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی، جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے"۔

پھر اس خیال سے کہ کہیں لوگ مبالغہ سمجھ کر

اس رائے کو غلط نہ قرار دے دیں

انہوں نے زور دیتے ہوئے لکھا کہ:۔

"ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفینِ اسلام خصوصاً آریہ سماج و برہمو سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصارِ اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرتِ مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ نصرتِ حالی کا بیڑا اٹھا لیا ہو اور مخالفینِ اسلام اور منکرینِ الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدّی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجودِ الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ و مشاہدہ کرلے۔ اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوامِ غیر کو مزا بھی چکھا دیا ہو"

(اشاعۃ السنۃ جون۔ جولائی۔ اگست ۱۸۹۴ء)

اب دیکھو جس وقت دُنیا تعریف کر رہی تھی جب بڑے بڑے رؤساء اور نواب آپ سے خط و کتابت رکھتے اور آپ کو دُعا کے لئے لکھتے رہتے تھے۔ جب علماء اور عوام آپ سے عقیدت رکھتے تھے اور جب مخالفت کے دنیا میں کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے، اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا:۔

"دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

وہ مخالفتیں جو اب ہو رہی ہیں یا گذشتہ عرصہ میں ہو چکی ہیں ان کا کیسا مختصر مگر مکمل نقشہ اُوپر کے الفاظ میں کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے۔ آخر یہ غور کرنے والی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بات کس نے بتا دی تھی کہ آپ کی دنیا میں شدید مخالفت ہوگی۔ ایسی مخالفت کہ اس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کو بھی سچائی کے اظہار کے لئے زور آور حملوں سے کام لینے کی ضرورت پیش آئے گی۔ یہ امر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس امر کے مدّعی تھے کہ

مَیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خادم ہوں

پس جس ہستی نے ایک خادم اور غلام کو ایسے زمانہ میں جبکہ مخالفت کا نام و نشان تک نہیں تھا، امر کی اطلاع دے دی کہ تیری مخالفت ہونے والی ہے۔ ویسی ہی جیسے نقلمند ... اس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ ...

آقا کو بھی قبل از وقت خبر دے سکتی تھی۔ مگر بوجہ اس تعصب کے جو مسیحی پادریوں میں بالعموم پایا جاتا ہے اور بوجہ اس مخالفت کے جو لوگوں کو اسلام سے ہے پادری ویری کے لئے یہ سمجھنا بڑا مشکل ہے کہ ابتدائی زمانہ میں ہی جب مخالفت کا کہیں وجود نہیں تھا آپ کو اس کا کیونکر علم ہوگیا۔ وہیری صاحب کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کا سوال نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے علم کا سوال ہے لیکن فرض کرو یہ سُورۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنی بنائی ہوئی ہے تب بھی انہیں اتنا سمجھ لینا چاہیئے کہ تفصیلات کا بے شک علم نہ ہو لیکن قوم کے اعتقادات اور اُس کے رسوم و رواج کے بالکل خلاف ایک نئی بات پیش کرنے والا ہر شخص سمجھتا ہے کہ قوم میری مخالفت کریگی۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

پہلی وحی کے نزول کے بعد

ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور اُس نے آپ سے کہا کہ تیری قوم سخت مخالفت کریگی یہاں تک کہ تجھے مکّہ میں سے نکال دے گی۔ تو آپ نے کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ لوگ میری مخالفت کریں؟ اُس نے کہا آج تک کوئی ایسا رسُول نہیں آیا جس کی اس کی قوم نے مخالفت نہ کی ہو پس اگر یہ سُورۃ پہلے سال کی سمجھو تب بھی ورقہ ابن نوفل نے آپ کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا تھا اور بتا دیا تھا کہ دنیا آپ کی مخالفت کرے گی۔ الغرض محض مخالفت کا ذکر اس امر کا ثبوت نہیں ہو سکتا کہ یہ سُورۃ مخالفت کے قریب زمانہ کی یا خود مخالفت کے زمانہ کی ہے ہاں بعض تفصیلاتِ معیّنہ اس امر کی ایک غالب دلیل ہوتی ہیں کہ وہ اُس زمانہ یا اُس زمانہ کے قریب کی ہیں۔ مگر قطعی ثبوت اور حجت وہ بھی نہیں ہو سکتیں۔ بہر حال محض سُورۃ کے آخری حصّہ میں مخالفتِ انبیاء کا ذکر آجانے سے یہ خیال کر لینا کہ یہ حصّہ تیسرے یا چوتھے سال کا ہے بالکل بعید از قیاس امر ہے۔

ہم کلّی طور پر انکار نہیں کرتے۔ ممکن ہے یہ سُورۃ تیسرے سال کی ہی ہو مگر اس وجہ سے اسے تیسرے یا چوتھے سال کے ابتدائی حصّہ کی قرار دینا کہ اس میں مخالفتِ انبیاء کا ذکر آتا ہے محض دشمنی اور عداوت کا نتیجہ ہے۔

سر میور کہتے ہیں

کہ یہ چند سورتیں یعنی سورۂ شمس اور اس سے دو پہلی اور دو بعد کی سورتیں یعنی سورۂ فجر، سورۂ بلد۔ سورۂ لیل اور سورۂ ضحیٰ اظہارِ خیالات کا رنگ رکھتی ہیں۔ اور ایسی ہی ہیں جیسے کوئی شخص اپنے نفس سے باتیں کر رہا ہو۔ میور کے ان الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غارِ حرا میں رہ کر اپنی قوم کے حالات پر جو کچھ غور کیا اور اس کے نتیجہ میں آپ کو جو خرابیاں اپنی قوم میں نظر آئیں اور جو کچھ فیصلے آپ کے دِل نے اُن دنوں میں کئے اب اِن سُورتوں میں آپ ان کا اظہار کر رہے ہیں۔ یورپین مصنّفین اس قسم کے اظہارِ خیالات کو سیلیلوکیز (SOLILOQUIES) کہتے ہیں۔ یعنی دل کے خیالات سے متاثر ہو کر خود اپنے آپ سے باتیں کرنا۔

گویا یورپین مصنّفین کے نزدیک یہ سورتیں کیا ہیں

یہ وہ آہیں ہیں

جو آپ کے تڑپتے ہوئے دِل سے اُٹھیں۔ یہ وُہ نالے ہیں جو قوم کی حالتِ زار پر آپ نے بلند کئے۔ اور یہ وہ فغاں ہے جس نے حِرا کی تاریکیوں میں ایک شور پیدا کیا۔ دُنیا اپنی عیّاشیوں میں مبتلا تھی۔ لوگ اللہ تعالےٰ سے غافل و بیگانہ ہو چکے تھے۔ اور شیطانی افعال کو وہ اپنی زندگی کا لائحۂ عمل بنا چکے تھے۔ مگر محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کی حالت پر تنہائی کی گھڑیوں میں آہیں بلند کر رہے تھے، نالہ و فریاد سے ایک شور بپا کر رہے تھے، درد و کرب اور انتہائی اضطراب کے عالم میں اپنے دِن گذار رہے تھے۔ اور آخر آپ کی آہیں، آپ کے نالے اور آپ کی فریادیں اِن سورتوں کی شکل میں دنیا پر ظاہر ہوگئیں۔

دشمن نے یہ بات خواہ کسی رنگ میں کہی ہو

مگر ہے ایک لطیف بات

دشمن کی غرض تو اِن الفاظ سے یہ ہے کہ اِن سُورتوں میں جن جذبات کا اظہار ہے وہ محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اپنے جذبات ہیں۔ آپ اپنے دل میں جو کچھ سوچا کرتے اور جن جذبات و کیفیات سے آپ گذرا کرتے تھے انہی جذبات و کیفیات کا آپ نے اِن سُورتوں میں اظہار فرما دیا ہے۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بھی اپنے کلام میں انسانی جذبات کو ظاہر کیا کرتا ہے۔ اگر یہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے جذبات تھے تو ہم اس کے یہ معنے لیں گے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی رسالت کے لئے صحیح انتخاب کیا اور ایسے شخص کو اس عظیم الشان کام کی سر انجام دہی کے لئے چُنا جس کے اپنے جذبات بھی خدا تعالےٰ کے ارادوں کے ساتھ مل گئے تھے۔ پس ہم دشمن کی اس بات کو ردّ نہیں کرتے بلکہ ایک نئے نقطۂ نگاہ کے ماتحت تسلیم کر لیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں اگر یہ صحیح ہے کہ اِن سُورتوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اُس دُکھ اور اُس درد اور اُس تالّم کا اظہار کیا گیا ہے جو آپ اپنی قوم کے متعلق محسوس کرتے تھے۔ تو یہ امر بتاتا ہے کہ کس طرح

محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

غلاموں اور یتیموں کی حالت کو دیکھ دیکھ کر زار ہو رہے تھے۔ کیا کیا خیالات تھے جو آپ کے دِل میں پیدا ہوتے تھے۔ اور کیا کیا جذبات تھے جو آپ کے دِل میں ہیجان بپا رکھتے تھے آپ سمجھتے تھے کہ میری قوم جب تک اپنے اِن افعال میں تبدیلی پیدا نہیں کریگی وہ کبھی ترقی نہیں کر سکے گی۔ تم اسے انسانی کلام سمجھ لو۔ تم اس کلام کو بناوٹی کلام قرار دے دو۔ بہر حال تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ جس انسان کے آگے آنے کی وجہ یہ ہو کہ ظلم اور استبداد کو میں برداشت نہیں کرسکتا۔ یتیموں اور بیکسوں کی آہ و زاری کو میں دیکھ نہیں سکتا۔ غریبوں اور ناداروں کے حقوق کا اتلاف کبھی جائز نہیں سمجھا جاسکتا۔ غلاموں پر تشدد کبھی روا نہیں رکھا جا سکتا۔ اُس کی بڑائی اور اُس کی نیکی اور اُس کی عظمت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ انہی حالات کو دیکھ دیکھ کر وہ حراء کی تاریکیوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ دُنیا سے ایک عرصہ تک جُدا رہنا پسند کرتا ہے۔ اور پھر جب وہ دُنیا کی طرف واپس آتا ہے تو اس لئے نہیں آتا کہ وہ اپنے لئے مال چاہتا ہے، اس لئے نہیں آتا کہ وہ اپنے لئے عزت چاہتا ہے، اس لئے نہیں آتا کہ وہ اپنے لئے حکومت چاہتا ہے؟ بلکہ اس لئے آتا ہے کہ قوم کے گرے ہوئے طبقہ کو اُبھارے، اس کی بُرائیوں کو دُور کرے۔ اور اس کی اصلاح کر کے اُسے

دُنیا کی ترقی یافتہ اقوام کی صف میں

لا کر کھڑا کر دے۔ میور کہتا ہے یہ سولیلوکیز (SOLILOQUIES) ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو انسان اپنے نفس سے کیا کرتا ہے، یہ وہ خیالات ہیں جو گہری خلوت میں انسان کے دل میں خود بخود پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی خیالات تھے اور اگر آپ کے قلب کی گہرائیوں میں بار بار یہی جذبات موجزن رہتے تھے، کہ اِن غلاموں کو کون پوچھے گا، ان یتیموں کو کون پوچھے گا، اِن مساکین کو کون پوچھے گا، مجھے خلوت چھوڑ دینی چاہیئے اور اس وقت تک مجھے دم نہیں لینا چاہیئے جب تک بڑے بڑے رئیس اور سردار اپنے ان مظالم سے توبہ نہیں کر لیتے تو مَیں سمجھتا ہوں یہی خیالات اپنی ذات میں اتنے پاکیزہ ہیں کہ دُنیا کا کوئی ہوشمند انسان آپ کی فضیلت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا!

۲

اب ذیل میں اس سُورت کی آخری پانچ آیات کی ترتیب وار تفسیر نقل کی جاتی ہے

سورۃ الشمس کی آخری پانچ آیات یہ ہیں۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ۝ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا ۝ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ۝ فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُم بِذَنبِهِمْ فَسَوَّاهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ۝

چنانچہ اس حصہ کی پہلی آیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔ اس آیت میں اس مضمون کی طرف اشارہ ہے جسکی طرف سورہ فاتحہ کی آیت مالک یوم الدین میں اشارہ کیا گیا تھا کہ کفار

ایک منظم مخالفت

شروع کرنے والے ہیں۔ اب اس سورت میں اسی قسم کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرکے بتایا گیا ہے کہ جس طرح ثمود نے باقاعدہ لیڈر مقرر کرکے مخالفت کی۔ اسی طرح کفار کرنے والے ہیں بنیاد اس اشقی الناس نے جس طرح حضرت ثمود کو تبلیغ سے روکا تم بھی تھوڑے دنوں تک ایسے منصوبے کروگے اور اسلام کو اپنی مجموعی قوت سے مٹانے کی کوشش کروگے۔ مگر یاد رکھو جس طرح انہیں ناکامی ہوئی اور وہ خدا تعالیٰ کے عذاب کا نشانہ بن گئے۔ اس طرح تم بھی اس مقابلہ میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

یہ ایک لطیف مثال ہے۔ مگر افسوس ہے کہ لوگوں نے اس کی حکمت کو نہیں سمجھا۔ اور انہوں نے خیال کر لیا ہے کہ وہ ناقہ اپنے اندر کوئی خاص عظمت اور شان رکھتی تھی۔ جسکی کونچیں کاٹنے پر ثمود کی قوم اللہ تعالیٰ کے عذاب کا نشانہ بن گئی۔ اس لئے بعض مفسرین نے اس ناقہ کے متعلق یہ عجیب بات لکھ دی کہ وہ پہاڑ سے پیدا ہوئی تھی۔ عام اونٹنیوں کی طرح نہیں تھی۔ حالانکہ نبی کی موجودگی میں یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ نبی کو دکھ دینے کی وجہ سے تو قوم پر عذاب نازل نہ ہو اور ناقہ کی کونچیں کاٹنے پر عذاب نازل ہو جائے!

اصل بات یہ ہے کہ

حضرت صالح علیہ السلام

عرب میں مبعوث ہوئے تھے اور عرب میں اونٹوں پر سواری کی جاتی تھی۔ حضرت صالح علیہ السلام بھی اونٹنی پر سوار ہوتے اور ادھر ادھر تبلیغ کے لئے نکل جاتے۔ لوگ کھلے طور پر حضرت صالحؑ کا مقابلہ کرنے سے ڈرتے تھے۔ کیونکہ ان کے رشتہ دار موجود تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم نے صالحؑ کو تکلیف پہنچائی تو اس کے رشتہ دار ہم سے بدلہ لینے کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔ مگر چونکہ وہ تبلیغ بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لئے وہ بعض اور طریق آپؑ کو دکھ پہنچانے کے اختیار کر لیتے تھے۔ انہی میں سے ایک طریق یہ تھا کہ جب حضرت صالح علیہ السلام تبلیغ کے لئے اردگرد کے علاقوں میں نکل جاتے تو کسی جگہ کے لوگ کہتے کہ ہم ان کی اونٹنی کو پانی نہیں پلائیں گے۔ کسی جگہ کے لوگ کہتے کہ ہم کھانے کے لئے کچھ نہیں دیں گے۔ ان کی غرض یہ تھی کہ جب انہیں اونٹنی کے لئے پانی اور چارہ وغیرہ نہ ملا تو یہ خود بخود اس قسم کے سفروں سے رک جائیں گے۔ اور

تبلیغ میں روک پیدا ہو جائے گی۔

حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو سمجھایا کہ تم اس ناقہ کو آزاد پھرنے دو اور اس کے پانی پینے میں روک نہ بنو۔ کیونکہ اس طرح میری تبلیغ میں روک واقع ہو جائے گی۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ تم مجھے تو اپنے پاس بیٹھنے نہ آنے دو۔ مگر یہ اونٹنی آئے تو اسے پانی پلا دیا۔ انہیں اونٹنی سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ انہیں اگر دشمنی تھی تو حضرت صالح علیہ السلام سے اور وہ کہتے تھے کہ وہ اونٹنی پر سوار ہو کر اردگرد کے علاقوں میں ایک شور پیدا کر دیتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئیے۔ یہ چیز تھی جو ان کی طبائع پر سخت گراں گزرتی تھی۔ اور آخر اس کا علاج انہوں نے یہ سوچا کہ جب حضرت صالحؑ باہر نکلتے تو

انکی اونٹنی کو

وہ کہیں پانی نہ پینے دیتے۔ اس پر حضرت صالح علیہ السلام نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے کہا "نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا" کہ یہ طریق درست نہیں تم میری اس ناقہ کو آزاد پھرنے دو اور اس کے پانی میں روک نہ بنو۔ یعنی تم مختلف ذرائع سے میری تبلیغ میں روک بن رہے ہو اپنے اس طریق کو چھوڑ دو اور مجھے آزاد پھرنے دو۔ تاکہ میں خدا تعالیٰ کا پیغام سب لوگوں تک پہنچاتا رہوں

میں نے بعض دفعہ گھوڑے کی سواری کرتے ہوئے خود تجربہ کیا ہے کہ جب کسی احمدی گاؤں کے قریب سے گزرا ہوں تو وہاں کے لوگ بعض دفعہ میرے گھوڑے کی باگ پکڑ لیتے ہیں۔ ان کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ میں تو گھوڑے پر سے اتر پڑوں اور گھوڑا ان کے حوالے کر دوں تاکہ وہ اسے اپنے گاؤں میں لے جائیں۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں خود تھوڑی دیر کے لئے ان کے گاؤں میں چلوں اسی طرح ثمود کی یہ غرض نہ تھی کہ وہ ناقہ کو روکیں بلکہ ان کی غرض یہ تھی کہ وہ حضرت صالح علیہ السلام کو تبلیغ سے روکیں۔ اور جب حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میری اس ناقہ کو چھوڑ دو تو ان کا بھی یہ مطلب نہیں تھا کہ میرے ساتھ تو جیسا چاہو سلوک کرو مگر اس ناقہ کو کچھ نہ کہو بلکہ ان کا مطلب یہ تھا کہ تم میری تبلیغ میں روک مت بنو۔ اگر تم میری اس اونٹنی کو پانی پینے سے روکتے رہے۔ تو میری تبلیغ رک جائے گی۔ اور علاقوں کے علاقے ہدایت پانے سے محروم رہ جائیں گے۔"

"حضرت صالحؑ کے سمجھانے کے باوجود ثمود نے ان کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ کی انہوں نے اسے جھٹلایا۔ اور ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں۔ یعنی اپنے ارادوں کا انہوں نے علی الاعلان اظہار کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ تم خواہ کچھ کہو ہم تمہیں تبلیغ نہیں کرنے دیں گے۔"

دَمْدَمَ الشَّيْءَ کے معنے ہوتے ہیں أَلْزَقَهُ بِالْأَرْضِ اسے زمین کے ساتھ پیوست کر دیا۔ دَمْدَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ کے معنے ہوتے ہیں أَهْلَكَهُمْ خدا تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اور دَمْدَمَ فُلَانٌ عَلَى فُلَانٍ کے معنے ہوتے ہیں۔ كَلَّمَهُ مُغْضِبًا اس سے غصہ کے ساتھ کلام کیا (اقرب)

فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ

فرماتا ہے چونکہ انہوں نے ہمارے رسول کی بات نہ مانی اس لئے ہم نے ان پر عذاب نازل کیا اور عذاب بھی ایسا سخت کہ فَسَوّٰىهَا خدا نے انہیں زمین کے ساتھ ملا دیا اور ان کے چھوٹے اور بڑوں کو اس طرح تباہ کیا کہ ان کا نشان تک دنیا میں نہ رہا۔

قرآن کریم اپنے کلام میں کیسے بلاغت کی شان رکھتا ہے کہ پہلے فرمایا تھا۔ "وَنَفْسٍ وَمَا سَوّٰىهَا" کہ ہم نے انسان کو معتدل القویٰ بنایا ہے۔ اور خود انسانی نفس اس پر شاہد ہے کہ اسے کوئی نور آسمان سے ملنا چاہئیے۔ اب فرماتا ہے کہ چونکہ انہوں نے اس تسویہ کی قدر نہ کی۔ اور ہمارے احکام کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اس لئے ہم نے ان کا دوسری طرح تسویہ کر دیا کہ ان کا نشان تک دنیا سے مٹا دیا۔ یہ بلاغت کا کمال ہے کہ جس چیز کا انہوں نے انکار کیا تھا عذاب کے معنوں میں بھی وہی لفظ لے آیا انہوں نے تسویہ نفس سے انکار کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وہی لفظ اس جگہ استعمال کر دیا اور فرمایا کہ چونکہ انہوں نے تسویہ سے انکار کیا تھا۔ ہم نے ان کا اس رنگ میں تسویہ کر دیا کہ ان کا ملک تباہ کر دیا۔ ان کی عمارتیں گر گئیں۔ قوم ہلاک ہو گئی۔ اور

آثار بتاتے زلزلہ آیا کہ ان کا نشان تک باقی نہ رہا

وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا

میں ھا کی ضمیر دمدمہ کی طرف جاتی ہے۔ اور آیت کا مطلب ہے کہ جب دمدمہ نازل کرنے کا وقت آتا ہے۔ اور کوئی قوم کلی ہلاکت کی مستحق ہو جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ ان کے متعلقین کا کیا حال ہوگا۔ یا یہ کہ

اس سزا کا نتیجہ کیسا خطرناک نکلے گا

بعض دفعہ ساری قوم ہلاک نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا کچھ حصہ بچ رہتا ہے جو دنیا میں انتہائی طور پر ذلیل ہو جاتا ہے۔ مگر فرماتا ہے جب ساری طرف سے کسی قوم کو تباہ کرنے کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو پھر ہم اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ اس قوم کے بقیہ افراد کیا کیا تکالیف اٹھائیں گے۔ جب قوم کی اکثریت خدا تعالیٰ کے غضب کی مستحق ہو جاتی ہے۔ اور

خاموش رہنے والے

گو مقابلہ نہیں کرتے۔ مگر نبی کی تائید بھی نہیں کرتے تو وہ بھی اکثریت کے ساتھ ہی تباہ و برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ ظلم کرتا ہے یا اندھا دھند عذاب نازل کر دیتا ہے بلکہ جس قوم کے استیصال کا وہ فیصلہ کرتا ہے انصاف کے ماتحت کرتا ہے۔ اور جبکہ وہ خود اپنے انجام کو نہیں دیکھتی تو اللہ تعالیٰ اس کے انجام کو کیوں دیکھے اس آیت کے

یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں

کہ کفار مکہ بھی ثمود کی طرح نبی کا مقابلہ کر رہے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئیے کہ جس طرح ثمود کو تباہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے ایک عام عذاب نازل کیا تھا۔ اسی طرح وہ اہل مکہ پر بھی ایک عام عذاب نازل کرے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ثمود کی قوم بحیثیت قوم تباہ ہو گئی تھی مگر مکہ والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کے بعد بھی باقی رہے لیکن اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں بعض دفعہ تباہی جسمانی نہیں روحانی ہوتی ہے۔ ثمود جسمانی طور پر کلی ہلاکت میں مبتلا ہوئے اور مکہ والے روحانی طور پر۔ چنانچہ ان کے مذہب اور طور طریقے کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔"

تاریخ اسلام کے دریچے سے

عقیدہ کی خاطر احمدیوں کو اس وقت جو حالات درپیش ہیں

عہدِ عباسیہ میں اہلِ حق کو ایسے ہی حالات سے گزرنا پڑا تھا۔

تاریخ کی ایک عجیب و غریب مماثلت

از مکرم عبد الحمید صاحب انصاری حیدرآباد دکن

عشق کرنا نہیں آساں بہت مشکل ہے
چھاتی پتھر کی ہے انکی جو وفا کرتے ہیں
(میر)

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے فرقہ احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے کر اپنے تعصب کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے وزیر اعظم بھٹو اپنے آپ کو عقل مند ترین انسان سمجھتے ہیں انہوں نے اس سلسلے میں اپنا دامن بچا رکھنے کے لئے جس تجاہلِ عارفانہ کا انداز اختیار کیا وہ کسی دانشمند سے چھپا نہیں رہ سکا۔ انہوں نے اس سلسلے میں اپنی سیاسی [illegible] کو پوری طرح اجاگر کیا ہے لیکن ان کا یہ سمجھ لینا کہ انہوں نے غیر جانبدار رہتے ہوئے اپنی بیدار مغزی کے ساتھ اس مسئلہ کو بالکلیہ حل کر دیا ہے جو ۹۰ سالہ پرانا تھا۔ اور جس کے سامنے بڑی بڑی شخصیتوں نے بھی گھٹنے ٹیک دئیے تھے خود ان کو تو مطمئن کر سکتا ہے دنیا کے بالغ نظر انسانوں کو بے وقوف نہیں بنا سکتا مسٹر بھٹو کی عقل اپنی جگہ لیکن تواریخ اُمم و مذاہب بتاتی ہیں کہ ایسی غلطیاں عوام میں وقتی طور پر اپنی اثر انگیزی دکھا جاتی ہیں لیکن تاریخ میں ہمیشہ کے لئے اپنی چھاپ نہیں چھوڑ پاتیں دور کیوں جائیے خود اسلامی تاریخ میں اس کی مثالیں موجود ہیں ایسے بدترین دور [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] عوام کے عقائد کو [illegible] کوشش کی بلکہ بعض ایسے [illegible] کرنے اور ان کا اقرار کرنے [illegible] مجبور کیا جن کا اسلام کی بنیاد اور اس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ دور عباسیہ [illegible] ایک مثال اس سلسلے میں دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

عباسیوں کے دورِ حکومت [illegible]

جاہ و جلال، رعب داب اور قوت [illegible] کے علاوہ علم دوستی اور علم پروری کے لحاظ سے بھی نہایت ممتاز رہا ہے۔ تمام قوموں کو مذہبی تعلیم اور مباحثات و مناظرات کی عام آزادی دے دی گئی تھی جس کے نتیجہ کے طور پر جگہ جگہ علمی تذکرے اور عقائد میں باریک در باریک مسائل پر مباحث شروع ہو گئے تھے۔ ایرانی، یونانی اور قبطی وغیرہ قومیں جب حلقہ اسلام میں داخل ہوئیں تو اپنی فرسودہ تعلیمات اور مدخول عقائد کا ایک دفتر پارینہ بھی ساتھ لیتی آئیں۔ چنانچہ عقائد کے متعلق غلط آفرینیوں کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو گیا۔

عجمی قوموں کا مذاق دقت نظری تھا وہ بال کی کھال نکالتی تھیں۔ اس کے مقابلہ میں عربوں کا مزاج عمل سے خمیر تھا۔ وہ اس خو کو جو عجمیوں کی تھی اپنی تو اسے علیہ [illegible] سیٹم قابل تصور کرتے تھے۔ ایک طرف حکومت کی رعایتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جہاں عجمی نو مسلموں نے سنت رسول اور عمل صحابہ کے خلاف نئے نئے عقیدے مثلاً جبر و قدر۔ قدم و خلق قرآن۔ صفات باری و تشبیہ و تنزیہہ وغیرہ وضع کئے اور جھگڑوں کا ایک لامتناہی سلسلہ پیدا کر دیا۔ ذہین عربوں نے اپنے بھرپور عمل صالح کا مظاہرہ کرتے ہوئے مذہبی اعمال میں جنہیں ہم سنت بھی کہتے ہیں تحقیق و تدقیق اور چھان بین کا کام تیز کر دیا اور خلفاء ہی کے دور میں عقائد و تعلیمات کے متعلق امور و مسائل ضبط میں آنے لگ گئے۔ اور جب ان کے علم سینہ نے ایک سائنٹیفک علم کی صورت گری کی تو خدمت اسلام کے وہ عجیب و غریب کام خدا تعالےٰ نے ان سے لئے کہ آج کا محقق حیران اور انگشت بدنداں ہے۔

جب خلیفہ مامون کا دور آیا اور اس نے معتزلہ کا مذہب اختیار کر لیا تو اسلامی حکم کے خلاف اس نے جبراً اپنے بعض عقائد کو مسلمان عوام پر مسلط کرنا ضروری سمجھا۔ اور ان سے ان باتوں کا اقرار کرانا چاہا جن کا اقرار نہ خدا نے اور نہ خدا کے رسولؐ نے کسی مسلمان سے کرایا تھا منجملہ ان عقائد کے جنہیں مامون نے اختیار کر لیا تھا۔ ایک عقیدہ خلق قرآن بھی تھا اور یقیناً اس قسم کے عقائد کا اختیار کر لینا ایک سخت ضلالت اور مسلک شریعت سے انحراف کے علاوہ کچھ نہیں تھا قرآن مخلوق ہے یا قدیم؟ ایک ایسا سوال ہے جسے نہ تو قرآن نے ہمارے سامنے پیش کیا۔ اور نہ ہی رسولؐ اور اس کے تربیت یافتگان نے۔ اللہ تعالےٰ نے اس فتنہ کے ازالہ کا کام ایک ایسی جماعت سے لیا جو من حیث المجموع چھوٹی سی تھی۔ لیکن شریعت پر پورا پورا قدم مارتی تھی۔ اور علمی طاقتوں سے معمور اپنا خون بہا کر بھی اس مسئلہ کے دست دبرد سے قرآن اور اسلام کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتی تھی

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب "دعوتِ حق" میں اس مخصوص مسئلہ پر ایک عظیم الشان مناظرے کی جھلک دکھائی ہے۔ جو اپنی داستان میں گوناگوں دلچسپیوں کے ساتھ ساتھ محدثینِ کرام کے جوش عمل اور صدق و وفا میں اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کرنے اور حق گوئی اور باطل کوشی کیلئے اپنے تمام وسائل کو مجتمع کر کے زمانہ اور حکومت کی عام رو کے خلاف محض اللہ کی رضا کے حصول کیلئے پوری جانفشانی کے ساتھ خم ٹھونک کر کھڑے ہو جانے اور اپنی مقدور بھر کوشش کر کے کسی موانع اور مشکل کو بھی خاطر میں نہ لانے کے جذبے کو ظاہر کرتی ہے۔ علامہ موصوف اس جماعت کے اس جذبہ فدائیت اور جوش تبلیغ سے یہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ ان کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی خاص تقدیر اور اللہ تعالےٰ کا ہاتھ کارفرما تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

"اگر اس وقت اللہ تعالےٰ فرزندانِ اسلام کی اس سب سے زیادہ برگزیدہ جماعت کے دلوں کو اپنے الہام سے معمور نہ کر دیتا۔ اور وہ ایک داخلی جہادِ عظیم کر کے ان تمام فتنوں کا سدِ باب نہ کرتے تو آج دنیا میں اسلام کی بھی وہی حالت ہوتی جو دنیا کے تمام محرف و مسخ مذاہب کی نظر آ رہی ہے"۔

(دعوتِ حق ص۱۲)

(منکرین الہام کے لئے یہ جملہ محل نظر ہے اور وہ داخلی جہادِ عظیم تبلیغ و تعلیم کا تھا نہ تلوار کا)

"معتزلہ کہتے تھے کہ قرآن مخلوق اور حادث ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ اور اس طرح قرآن کے لئے ایک ایسی بات کہتے تھے اور ایک ایسی بات کا اقرار کرانا چاہتے تھے جسکا اقرار نہ تو خود قرآن نے کرایا اور نہ رسولؐ نے کچھ کہا۔ پھر کیا یہ ایک سخت فتنہ نہ تھا۔ جو نئی نئی بداعتقادی بدعتوں کا ابلیسی دروازہ کھولتا تھا۔ اور کیا یہ شریعت پر حملہ کرنا۔ اور اسلامی اعتقاد میں ترمیم نہ تھی؟"۔

(دعوتِ حق ص۱۶)

غور فرمائیے! آج پاکستان حکومت اور اس کے علماء کا اکثریتی طبقہ اسی طرح کے ایک عقیدے کو زبردستی اسلام کی اساس اور بنیاد بنا کر دوسروں پر لاگو کر کے بدعت کا ابلیسی دروازہ کھول رہا ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ شریعت پر حملہ کرنا اور اسلامی اعتقاد میں ترمیم نہیں ہے؟

"اگر یہ مسئلہ عامہ معتزلہ تک محدود رہتا تو پیروانِ اسلام کے سواد اعظم کیلئے (جو اس کا مخالف تھا) کوئی مصیبت نہ تھی یہ صرف بحث و دلائل کا میدان ہوتا۔ اور زبان و قلم کا جہاد اس کے لئے کافی تھا۔ لیکن مصیبت یہ تھی کہ حکومت وقت نے اس مذہب کا ساتھ دیا اور بعض خلفائے عباسیہ نے معتزلہ کے ساتھ ہو کر "خلق قرآن" کے مسئلہ کو بجبر پھیلانا چاہا۔ انہوں نے حکومت کے رعب، سزاؤں کے اعلان، قید خانوں کی زنجیروں اور جلادوں کی تلواروں کو حرکت دی۔ اس لئے یہ علمی مسئلہ نہ رہا بلکہ ارباب حق کے ابتلاء و آزمائش کی ایک ہیبت ناک ہولناکی بن گئی"۔

(دعوتِ حق ص۱۸)

ہم اربابِ نظر قارئین کرام سے درخواست کریں گے کہ علامہ آزاد کے ان حوالوں میں جنہیں ہم نے اوپر نقل کیا ہے "خلق قرآن" کی جگہ "ختم نبوت" اور "تحفظ نبوت" کے الفاظ رکھ

کر کے آج پاکستان میں پیش آمدہ حالات پر غور فرمائیں ؎

ایک سے حالات نظر آئے ہیں ہر دور میں
رک گئے میرے قدم یادِ تسنہ گردش نئی

مولانا موصوف آگے چل کر مامون الرشید خلیفہ عباسیہ کی ذاتیات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:-

"اس کی زندگی میں بعض چیزیں بالکل متضاد جمع ہو گئی تھیں۔ وہ ایک طرف علوم اسلامیہ کا ماہر تھا۔ عربیہ کا کامل الفن تھا۔ علم و حکمت کا عاشق اور حریت و آزادی کا حامی تھا۔ اس کی حریت پسندی نے دنیا کے تمام مذہبوں کو مطلق العنان چھوڑ دیا تھا۔ الحاد آزاد تھا ثنویت کی پرستش نہ تھی یا ثنویت علانیہ ظاہر کی جاتی تھی۔ مزدکیت کے لئے کوئی روک نہ تھا۔ یونان و ایران کے جن ملحدانہ مذاہب کو کہیں بھی پناہ نہ ملی تھی وہ بغداد کے گلی کوچوں میں پرورش پا رہے تھے۔ لیکن دوسری طرف اسلام کے اندرونی مذاہب و اختلافات کے میدان میں آکر دیکھئے تو اس کے ہاتھ میں استبداد کی بے پناہ تلوار اور زبان پر جبر و قہر کے سخت سے سخت احکام نظر آتے تھے مامون الرشید کے اسی استبداد داخلی کے سینے میں مسئلہ خلق قرآن کا فتنہ عظیمہ بھی ہے جس نے تیسری صدی ہجری میں علماء حق کے لئے ابتلاء و امتحان کا ایک نہایت نازک وقت پیدا کر دیا تھا۔ اس نے معتزلہ کا مذہب خلق قبول کرلیا۔ اور اسی کو حق و باطل اور اسلام و کفر کا معیار قرار دیا اس نے چاہا کہ اپنی حکومت کے جبر و قہر سے لوگوں کو مجبور کرے اور اس چیز کا اقرار کرائے جس کے لئے شریعت نے انہیں کوئی حکم نہیں دیا۔

(دعوت حق صفحہ ۱۸-۱۹)

پیچھے اہلِ ہنر کے لبدِ ہوئے فن پر ہے

آج علامہ آزاد زندہ ہوتے تو انہیں مبارک باد دیتا کہ دیکھئے آپ نے کئی صدی قبل کے گذرے ہوئے حالات کو اپنے تصور کی جس آنکھ سے دیکھنے کی سعی کی تھی۔ آج پھر وہ حالات نظارہ دے رہے ہیں۔ مگر ذرا سی تبدیلی کے ساتھ۔ مامون علوم دینیہ کا ماہر تھا۔ اور فضا و فطرت کا خوگر۔ بھٹو صاحب دنیوی علم میں دسترس رکھتے ہیں۔ اور طبیعت کے تند و تیز، مامون سے آگے ہیں۔ وہ ناداں کا دوست اور جاننے والا تھا یہ جاہلوں کے پیارے اور سرپرست۔ الحاد اس وقت آزاد تھا آج بے باک ہے۔ استبداد کی بے پناہ تلوار خود مامون کے اپنے ہاتھ میں تھی۔ بھٹو صاحب نے ہر پہلے گُھٹ اور نالے سندیارہ عنفر کو آلۂ کار بنایا ہے ؎

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر بوالہوس کے واسطے دارو رسن کہاں؟

(محمد علی جوہر)

مسئلہ خلق قرآن کے فتنہ عظیمہ نے اہلِ حق کے لئے ابتلاء اور امتحان کا ایک نہایت نازک وقت پیدا کر دیا تھا۔ آج مسئلہ ختم نبوت اور تحفظ نبوت کے فتنہ عظیمہ نے اس ابتلاء امتحان کو بھی شرما دیا ہے۔ خلق قرآن حق و باطل اور اسلام و کفر کا معیار قرار دیا گیا تھا۔ آج بھی ختم نبوت کو اسی چوکھٹے میں جگہ ملی ہے ثنویت مانویت اور مزدکیت اس وقت پوری طرح آزاد تھے۔ آج عیسائیت شرک و بربریت کو پاکستان میں کھلی چھٹی دے دی گئی ہے باوجود غیر مسلم قرار دینے کے احمدیوں پر ایک قہرمانی مسلط ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی نشاندہی نہ کریں۔ واہ صاحب! جب غیر مسلم ہی ٹھہرا دیئے گئے تو آنحضرت صلعم کے بعد کیا؟ خود آنحضرت صلعم کو بھی نبی ماننے کی آپ ان سے کیوں توقع رکھتے ہیں؟ اب آپ کا احتساب کیسا اور تبلیغ پر تعزیری سزا کیونکر؟

آگے چل کر مولانا صاحب رقمطراز ہیں:-

"لیکن اس کی پوری حکومت اور حکومت کی تمام طاقتیں بھی اس سے عاجز تھیں کہ وہ حاملین شریعت اور علمائے حق کے استقامت اور ثبات پر غلبہ پا سکیں اور ان کو حق و ہدایت کی اس راہ سے پھیر دیں جس پر ان کا نورِ یقین اور نورِ ایمان انہیں چلا رہا تھا

(دعوت حق صفحہ ۲۲)

صاحب بصیرت لوگ یہی نتیجہ آج بھی نکال رہے ہیں۔ مولانا آزاد پھر لکھتے ہیں:-

"اس جماعتِ حق کا سرتاج وہ وجود مقدس و مبارک تھا۔ جسکو شریعت نے "مجدد" بنا دیا اور کتاب اور کتاب و سنت... کے مسلک قدیم کے اعلان اور حفاظ کی خدمت درگاہ الٰہی سے سپرد ہوئی تھی۔ اور جس کی قربانی کو خدا نے اس فتنہ کے استیصال کے لئے روز ازل سے ہی چن لیا تھا۔ یعنی حضرت امام احمد بن حنبل رح"

(دعوت حق صفحہ ۲۲)

دیکھئے واقعات میں کس قدر مماثلت اور تشابہ ہے۔ اس جماعتِ حق کا سرتاج بھی اپنے وقت کا مجدد ہے اور اس کا نام بھی احمد ہے جس کا کام خدا نے یہ بتایا کہ "یحیی الدین ویقیم الشریعۃ" کہ وہ دین کا احیاء کرے گا اور شریعت کو قائم فرمائے گا۔ ؎

اور تو آئینے میں عجیب نہیں
صاف دل ہے یہی بُرائی ہے

"اس واقعہ کے بعد مصائب و محن کا ایک سیلاب امنڈ آیا اور تمام بغداد کانپ اُٹھا۔ علماء کے سامنے صرف دو ہی راہیں تھیں یا اس چیز کا اقرار کریں۔ جس کا اقرار شریعت نے ان سے نہ کرایا تھا۔ یا جلاد کی تلوار دیکھیں اور قید خانوں کی زنجیروں سے ہم آغوش ہوں"۔

(دعوتِ حق صفحہ ۲۳)

آج پاکستان کی حکومت کتنا ہی خبروں پر سنسر کرے۔ لیکن دنیا کو اطلاع مل ہی جاتی ہے۔ آج کا پریس اور ہر وہ شخص جو انسان کہلا سکتا ہے۔ پاکستان کے خونین واقعات پر تلملا اُٹھا ہے۔ اور ملامت کر رہا ہے۔ احمدی تو ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں مگر ان معنوں میں نہیں جن معنوں میں حکومت پاکستان ان سے اقرار کروانا چاہتی ہے صبر اور ایمان کا مظاہرہ جو احمدیوں نے کیا۔ صرف جماعت صحابہ اور قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں ہی ملے گا لیکن ؎

اہلِ دانش عام ہیں کمیاب ہیں اہلِ نظر

زندہ باد احمدیو! جس چیز کو تم نے حق جانا۔ اس کا برملا اظہار کر کے چھوڑا ظلم کے مقابلے میں تمہارا فلسفہ نہ ثباتِ قدم۔ بدیوں کے بدلے میں نیکیوں کا ارتکاب، گالیوں کے جواب میں دعائیں سننا، سنگساری اور قتل کی دھمکیوں بلکہ عملاً متاعِ زندگی کے تاراج کر دئیے جانے پر بھی صدق و صفا کا نمونہ دکھلانا اور اپنے پیچھے حُسنِ عمل اور جرأتِ ایمانی کا سرمایہ چھوڑ جانا کہ اسی راستے پر چل کر قومیں حریتِ حقہ کی منزل تک پہنچتی ہیں احسان شناس افرادِ ملت کے لئے زندگی بخش اور روح پرور خوانِ نعمت ہے!

جسے انشاء اللہ کبھی جدا نہیں کیا جائے گا آج تم سے اس چیز کا اقرار کروایا جا رہا ہے۔ "جس چیز کا اقرار خدا تعالیٰ نے اُمت مرحومہ سے نہیں کروایا۔ جسکی گواہی اس کے رسولوں نے نہیں دی۔ جسکا اعلان خلفائے راشدین نے نہیں کیا۔ جن کی خلافت طریق نبوت پر تھی اور جس کے لئے کسی ایک صاحب رسول اللہ کی زبان کو بھی حرکت نہیں ہوئی اس چیز کے اقرار کو آج ایک انسان (یا ایک اسمبلی) ہر مومن کے لئے شرط قرار دے رہا ہے"۔

(دعوتِ حق صفحہ ۶۴)

"آہ تم ہوا کا وہ جھونکا ہو جس سے شریعت کی آگ تو روشن نہ ہو سکی مگر اس نے سنت کے چراغوں کو گل کر دیا۔ تم سیلاب ضلالت (ذرا سی تبدیلی کے ساتھ ضلالت) کی وہ رو ہو جو بدعات و محدثات کی خس و خاشاک کو تو نہ بہا سکی مگر اس نے حق پرستی کے تناور درختوں کو گرا دیا تم امارت و سیادت کی وہ تلوار ہو جو بطلان ناحق کوشی کی فوجوں کو تو نہ قتل کر سکی پر اس نے ارباب حق کے سروں کو اپنی برش و روانی کا تختہ مشق بنایا۔ اب تک تمہارا دعویٰ رسول کی جانشینی کا رہا تھا مگر اے مامون بن ہارون تو اب رسولؐ کی جانشینی کا ہی نہیں بلکہ رسولؐ سے زیادہ حق رسالت کا مدعی ہو گیا ہے۔

(دعوتِ حق صفحہ ۶۶)

دیکھا آپ نے! ایک ایسے عقیدے کا اقرار کروانا جسکا اقرار رسول نے نہیں کرایا۔ گویا رسالت کا مدعی ہو جانا ہے۔

"تم سے پہلے دمشق کے آئمہ جور نے مسلمانوں کا خون مباح کیا۔ مگر تمہارے ہاتھوں اُن کا خون بھی مباح کیا گیا نہ ہو کہ تمہارا خون بھی کسی کے ہاتھوں مباح کیا جائے۔ تم اُن کے تخت کے وارث ہوئے ہو۔ مگر ان کے جور و طغیان کی وراثت نہ لو

(دعوتِ حق صفحہ ۶۷)

ظلم و زبردستی کے درخت کو کبھی پھل نہیں لگتا۔ بھٹو کے لئے پچیس ۲۵ سالہ دورِ پاکستان عبرت کا کوئی درس مہیا نہیں کرتا؟

"جب کبھی کوئی کافر مسلمان ہوتا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے اللہ کی وحدت کا اقرار لیتے اپنی رسالت پر گواہی دلاتے اور ارکان اربعہ کی طرف دعوت دیتے لیکن یہ نہ کہتے کہ تو ... کے ساتھ ... کہ ختم نبوت کو تسلیم ... یہ بدعتوں اور ... کا دہ ... سیلاب ہے جس کے ... ہم کو ...

گئی تھی ۔ اور جس سے اصحابِ رسول سے ہمیشہ بیزاری کی تھی ۔

(دعوت حق ۲۷۔۱)

"علماءھم شرٌ من تحت ادیم السّماءِ"

(مشکوٰۃ کتاب العلم ۳۸)

سچ ہے جب کوئی قوم یا جماعت دلائل و براہین کے میدان میں خالی ہاتھ رہ جاتی ہے تو تلوار و جبر و تشدد کو کام میں لاتی ہے ۔ کتاب و سُنّت سے دلیل دوسروں کے لئے بھی حق و راہنمائی ہے ۔ یہی ابراہیمی سُنّت رہی ہے اور سنت نمرودی یہ تھی کہ اس نے حکم دے دیا تھا کہ ابراہیم کو آگ کے حوالے کر دو ۔ جو حجت و دلیل سے تہی دست تھے چاہتے تھے کہ ظلم و استبداد کے ذریعہ اپنے عقائد کو ظفریاب کریں ۔ آج پاکستان کے ارباب حکومت اسی ملت نمرودی کی پیروی کر رہے ہیں ۔

آج کے حالات میں پاکستان کا جائزہ لیں تو یہی نظر آئے گا کہ احمدیوں نے وہ جگہ قبضہ کی ہے جو رسول اللہ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تھی ۔ اور مخالفین احمدیت نے اس منصب کو اپنایا ہے جو ہمیشہ دشمنانِ اسلام اور رسول کا تھا ۔ یا للعجب سوشل بائیکاٹ کفربازی دشنام دہی ، مار پیٹ ، قتل ، دنگا فساد اور لوٹ کھسوٹ بھی اسلام سے کچھ تعلق رکھتے ہیں ؟

مامون الرشید میں اتنا عدل و انصاف تو تھا کہ اس نے باوجود "خلق قرآن" کا عقیدہ اپنا لینے کے اپنے حضور اس مسئلہ پر موافقین یعنی علماء معتزلہ اور مخالفت یعنی حضرت عبدالعزیز کنونی کا مناظرہ منعقد کروایا اور عبدالعزیز کے دلائل تو یہ سے خوش ہو کر اس بات کا معترف ہوا کہ واقعی عبدالعزیز نے اپنے زبردست مخالف اور معتزلہ کے بہت بڑے عالم بشیر مریسی سے خوب دہلایا ۔ اور خلق قرآن کے خلاف بہترین بحث کی اور قرآن و سُنّت سے وہ دلائل دئے جو مخالف کو ساکت کر دینے کیلئے کافی تھے ۔

مگر افسوس ! بھٹو صاحب میں نہ وہ جرأت ایمانی ہے اور نہ ہی ادنیٰ سی جرأت اخلاقی ہے ۔ علماء کے اکثریتی طبقہ نے آخر ان سے سجدہ کروا ہی لیا ۔ اور وہ اپنی ضمیر کی آواز حق کو دبانے کی کوشش میں کامیاب ہو گئے ۔ ایوب خان اور یحییٰ خان کا عروج بھی انہوں نے دیکھا ہے اور ان کے انجام اور مآل سے بھی وہ واقف ہیں ۔ لیکن شاید حال ہی کو وہ سب کچھ سمجھتے ہیں ۔ حال کو مستقبل بنتے اور بے حالی میں بدلتے دیر نہیں لگتی ۔ ناانصافی اور جور و ستم کا انجام کبھی بھی اچھا نہیں ہوا ۔ اپنے جس فعل کو وہ مردانگی قرار دیتے ہیں ۔ کہیں وہ فعل مآل کار ان کے لئے گلے کا پھندا ۔ اور رنج و محن کی زنجیر نہ بن جائے ۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ہمیشہ یاد رکھیں

منظوری انتخاب عہدیداران جماعتہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل عہدیداران کی یکم مئی ۱۹۷۴ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۷۷ء تک تین سال کے لئے منظوری دی جاتی ہے ۔

جماعت احمدیہ الانور

صدر	مکرم کے محمد کُٹی صاحب
سیکرٹری مال	" سی محمد صاحب
امین	" سی عبدہ صاحب
سیکرٹری تبلیغ	" کے عبدہ صاحب

جماعت احمدیہ آرہ

صدر	ڈاکٹر شمیم احمد صاحب
سیکرٹری مال	مکرم سلیم الحسن صاحب تلاوری

جماعت احمدیہ پنگال

صدر	مکرم محمد ابراہیم صاحب
سیکرٹری تبلیغ	" عبدالرحمان صاحب
" مال	" جمعہ خان صاحب
" ضیافت	" عبدالستار خان صاحب
" امور عامہ و خارجہ	" جمعہ خان صاحب
" تعلیم و تربیت	" محمد فرزان علی صاحب
قاضی	" " " " "
امین	" عبدالستار خاں "
سیکرٹری رُشتہ ناطہ	" " " " "

جماعت احمدیہ بھدرک

صدر	مکرم شیخ محمد شمس الدین صاحب
نائب صدر	" " غلام مسیح صاحب

ناظرات علے قادیان

سیکرٹری مال	مکرم رفیق احمد صاحب
" امور عامہ	" شیخ محمد یونس حسین صاحب مشروط
" تعلیم و تربیت	" مولوی ہارون رشید صاحب
" تبلیغ	" حاتم خان صاحب
" ضیافت	" محمد علی شاہ صاحب
" تحریک جدید	" شیخ عمران صاحب
" وقف جدید	" شیخ عبدالودود صاحب
قاضی	" شیخ عبدالعزیز صاحب مشروط چھ ماہ کیلئے
امین	" شیخ غلام ہادی صاحب

جماعت احمدیہ تالاکوٹ

صدر	مکرم شیخ محمد جمال صاحب
نائب صدر	" نصیرالدین صاحب
سیکرٹری مال	" شیخ نظام الدین صاحب
" تبلیغ	" " کلیم الدین صاحب

جماعت احمدیہ سورو

صدر	مکرم مولوی سید محمد یونس صاحب
نائب صدر	" سید سلام الدین صاحب
سیکرٹری مال	" اسماعیل خان صاحب
" تعلیم و تربیت	" مولوی شیخ سلیمان صاحب
" تبلیغ	" شیخ عبدالستار صاحب
" امور عامہ	" عمر علی صاحب
" ضیافت	" شیر علی خاں صاحب
امین	" شیخ خطیب اللہ "

اخبار قادیان

(۱) ہفتہ زیر اشاعت میں خاکسار جاوید اقبال اختر نے تین روز درس دینے کی سعادت حاصل کی اس کے بعد مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل نے تین روز درس دیا ۔ اور کل بروز ۶/۱۰ سے مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب درس دے رہے ہیں ۔ احباب و خواتین ذوق و شوق سے تمام پروگراموں میں حصہ لیتے ہیں ۔ اور رمضان کی برکات سے متمتع ہو رہے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ سب کی دعاؤں کو قبولیت بخشے آمین

قادیان ۳ راکتوبر مکرم عبدالمؤمن صاحب کارکن دفتر جائیداد کو اللہ تعالےٰ نے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے ۔ نومولود مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل کا نواسہ ہے ۔ حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل نے "عبدالمحسن" نام تجویز فرمایا ہے اللہ تعالےٰ نومولود کو نیک اور خادم دین بنائے ۔ آمین

قادیان ۳ راکتوبر مکرم شیخ محمد صاحب گجراتی درویش کی سب سے چھوٹی بچی بعمر ۱½ سال چند یوم بیمار رہ کر وفات پا گئی ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو نعم البدل عطا فرمائے آمین ؛

مرمت مقاماتِ مقدسہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکانات جو مقدس اور تاریخی اہمیت کے حامل ہیں ۔ مرور زمانہ کے باعث ان کی ضروری مرمت کا اہم مسئلہ اس وقت سامنے ہے ۔ یہاں تک کہ اب صدیوں کے تعمیر شدہ کچھ مکانوں کی چھتیں اور دیواریں بارشوں کی وجہ سے بوسیدہ ہو گئی ہیں ۔ اور گر گئی ہیں جن کی تعمیر اور مرمت کرنا نہایت ضروری ہے ۔

ہندوستان کی جماعتوں پر اللہ تعالےٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ انہیں احمدیت کے دائمی مقدس مرکز قادیان کی براہ راست خدمت کے مواقع حاصل ہیں ۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ جب چاہیں اس تخت گاہ رسول کی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں ۔ اس سہولت اور سعادت کا یہ تقاضا ہے کہ ہندوستان کے مستطیع احباب جماعت اللہ تعالےٰ کے اس احسان کے شکرانہ کے طور پر مرمت مقامات مقدسہ کی اہم ضرورت کو پورا کریں ؛

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواست دعا ۔ ہمارے ایک مخلص احمدی دوست خادم حسین صاحب آف شنیدرہ جو کہ بہت غریب ہیں ان کے پاس دو مویشی تھے جن پر ان کے گھر کے اخراجات کا انحصار تھا ۔ اُن کے مخالفین نے دونوں کو زہر دے کر مار دیا ہے اور اس وقت وہ بالکل بے کس ہو گئے ہیں احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کے لئے کوئی روزی کا سامان پیدا کر دے آمین ۔

خاکسار حمید الدین انچارج مبلغ ہیڈ کوارٹر

جماعت احمدیہ برابر جنگِ آزادی میں حصہ لیتی رہی ہے

جو شخص اس کے خلاف پراپیگنڈا کرتا ہے وہ جھوٹا اور کذاب ہے

(از مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ)

ہفت روزہ بلٹز اردو ۱۲ ستمبر ۱۹۷۳ء کی اشاعت میں باقر حسین صاحب شاذ انجمن فدایان ختم نبوت حیدرآباد کا مضمون بعنوان "کیا مرزا قادیانی کو نہ ماننے والے مسلمان اسلام سے خارج ہیں؟" نظر سے گذرا۔ افسوس کہ مضمون نگار نے اس عنوان کے تحت جماعت احمدیہ پر آزادیٔ ہند کی مخالفت کا الزام لگاتے ہوئے زہر افشانی کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر کے چند کٹے ہوئے حوالے لاتقربوا الصلوٰۃ کی طرح ان کے ہاتھ آگئے ہیں جن کا مفہوم سیاق سباق سے علیحدہ کرکے مرضی کے مطابق نکالا جاسکتا ہے اور یہی حوالے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ ہندوستان بھر میں سپلائی کئے جارہے ہیں تاکہ اہل قلم حضرات ان پر طبع آزمائی کرتے رہیں۔ صد افسوس!

جناب من! اگر آپ کو مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو سب سے پہلے قرآن مجید کھولئے اور سورۃ بقرہ کا بارہواں رکوع نکال کر آیت ۱۰۳ پڑھئے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ "وہ (یہودی) اُس (طریق عمل) کے پیچھے پڑ گئے جس کے پیچھے سلیمانؑ کی حکومت کے زمانے میں باغی پڑے رہتے تھے۔ اور سلیمان علیہ السّلام کافر نہ تھے بلکہ (اُن کے) باغی کافر تھے وہ لوگوں کو دھوکا دینے والی باتیں سکھاتے تھے۔"

اب بتائیے اس آیت کریمہ سے آپ کیا مفہوم نکالتے ہیں کیا یہی نہیں کہ مامور الٰہی کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

پھر آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ ہے تو کھولئے حدیث کی کتاب بخاری شریف اور اس حدیث پر غور کیجئے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے بھائی کو کافر کہے اگر وہ واقعی کافر ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ مسیح موعود آئے گا اور ضرور آئے گا اور مسلم کی حدیث میں تین بار نبی اللہ کا لفظ اس مسیح کے لئے استعمال فرمایا۔ ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو مسیح موعود کے زمانے کو پائے اگر اس کے اور مسیح موعود کے درمیان برف کے پہاڑ بھی حائل ہوں تو وہ گھٹنوں کے بل جائے اور میرا سلام پہنچائے۔ لیکن اس کے برخلاف اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے والے آپ کے مسیح کو گالیوں کے تحائف اور کفر کے فتوے پہنچائیں تو آپ ہی سوچئے کہ وہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں کیا ہوں گے؟

ہاں اگر یہ گمان ہو کہ یہ مسیح تو جھوٹا ہے تو اور نشاناتِ صداقت کو چھوڑ کر بتائیے سورج اور چاند کو مقررہ تاریخوں میں گرہن لگنے کا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جھوٹے مسیح کے لئے بیان فرمایا تھا؟ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ یہ مسیح موعود جس کو تم جھوٹا سمجھتے ہو تمہارے مقابلہ میں ہر میدان میں جیتتا رہا اور تم ہر میدان میں ہارتے رہے اور صداقت کے روشن دلائل و براہین کے آگے تمہاری واضح شکست اور عاجزی کا اس سے بڑھ کر ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ تمہارے علماء جو پہاڑوں جیسی شخصیتوں کے مالک تھے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں ایڑھی چوٹی کا زور لگاتے رہے۔ کفر کے فتوے لگا لگا کر تھک گئے لیکن ان فتووں کا کچھ اثر نہ ہوا اور احمدیت روز بروز ترقی کرتی گئی۔ آخر پریشان ہو کر ان علماء نے حکومت کا سہارا لیا اور کہا کہ دلائل کے میدان میں تو ان کا مقابلہ کرنے سے ہم عاجز آگئے اس وقت ڈنڈا تمہارے ہاتھ میں ہے تم ہی اس اُبھرتی جماعت کو دبانے کی کوشش کرو۔ افسوس کہ حکومت کی لاٹھی انہیں نظر آئی لیکن خدا کی بے آواز لاٹھی انہیں نظر نہیں آرہی ہے۔ ربّ اغفر وارحم۔

[illegible]

سیکولر اور دانشور حکومت کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف ہیں اور اس قسم کی خلاف واقعہ اور اشتعال انگیز باتیں احمدیوں کی طرف منسوب کی جارہی ہیں کہ یہ انگریزوں کے ایجنٹ تھے اور ہندوستان کی آزادی کے مخالف تھے وغیرہ وغیرہ اگر حکومتِ انگریزی کی وفاداری تحریکِ آزادی کی مخالفت تھی تو مندرجہ ذیل احباب کے متعلق کیا خیال ہے جو احمدیوں سے بھی ایک ہاتھ آگے نظر آتے ہیں۔

(۱) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا "اہل اسلام ہندوستان کے لئے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت و بغاوت حرام ہے"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۶ نمبر ۱۰ صفحہ ۲۸۷)

(۲) مولانا ظفر علی خاں نے لکھا "ہم انگریزوں کے پسینہ کی جگہ خون بہانے کے لئے تیار ہیں"

(روزنامہ زمیندار از لاہور یکم نومبر ۱۹۱۱ء)

اسی طرح سر سید احمد خاں صاحب، خواجہ حسن نظامی صاحب اور مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہم کا بھی یہی نظریہ تھا کیا ان حضرات کو بھی یہی الزام دینے کے لئے تیار ہیں جو جماعت احمدیہ پر محض تعصب کی وجہ سے لگایا جارہا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اسلامی تعلیم ہی ہمارا اوڑھنا بچھونا ہے اور حکومتِ وقت کی وفاداری اس حسین تعلیم کا ایک ایسا شاندار پہلو ہے جس سے اس کا امن پسند جماعت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ ہر قسم کی قانون شکنی کو ناجائز سمجھتی ہے اس لئے کسی قسم کی بغاوت، اسٹرائیک وغیرہ میں آپ کو احمدی نہیں نظر آئیں گے ہاں قانون کے اندر رہتے ہوئے اپنے جائز مطالبات کے حصول کے لئے بھرپور کوشش کرنا جماعت احمدیہ کی بنیادی پالیسی اور اصول ہے۔

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد جن کے حوالہ جات پیش کرکے دھوکہ دہی کی کوشش کی جارہی ہے کی تقریر کا ایک اقتباس پیش ہے آپ فرماتے ہیں:

"قانون شکنی کی طرف ہمیشہ کم ہمت لوگ مائل ہوا کرتے ہیں مگر ہم اپنے اندر صبر اور جرأت کی طاقت رکھتے ہیں اس لئے ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ میں قانون شکنی سے انگریزوں کی خاطر نہیں روکتا بلکہ اپنے فائدہ کے لئے اس سے منع کرتا ہوں تا ہمارے اخلاق نہ بگڑ جائیں بلکہ اگر انگریز اس کی اجازت دے دیں تو بھی ہم ایسا نہیں کریں گے۔ جب یہ عادت پیدا ہو جائے تو خواہ کوئی حکومت ہو یہ قائم رہے گی۔"

(الفضل قادیان ۲۹ جنوری ۱۹۲۵ء)

پس یہ الزام سراسر بے بنیاد ہے کہ جماعت احمدیہ آزادیٔ ہند کی مخالف رہی ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب جنہیں آپ مغربی طاقتوں کا آلۂ کار بتاتے ہیں مغربی طاقتوں کے سربراہوں کے سامنے ہندوستان کی آزادی سے متعلق کس قدر زبردست آواز اٹھائی تھی جب آپ کامن ویلتھ ریلیشنز کانفرنس میں حکومت برطانیہ کی طرف سے ہندوستانی وفد کے قائد کی حیثیت سے انگلستان گئے تو آپ نے کانفرنس کے افتتاح کے موقع پر تحریک آزادی کی زوردار آواز بلند کی چنانچہ اس کے بارے میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف دو بھارتی اخبارات کی رائے پیش کی جاتی ہے۔

(۱) روزنامہ "پربھات" ۲۰ فروری کی اشاعت میں رقمطراز ہے

"ہندوستان کی طرف سے سر ظفر اللہ بطور نمائندہ اس کانفرنس میں تشریف لے گئے ہیں اُن کی پہلی تقریر بہت زوردار ہے اور دل خوش کن بھی کیونکہ انہوں نے کامن ویلتھ کے دوسرے ممبروں کو صاف الفاظ میں بتایا کہ بیس پچیس لاکھ سپاہی مہیا کرنے والا ملک اگر آزادی سے محروم رہا تو جنگ کے بعد بھی دنیا میں امن نہیں ہو سکتا ایک ایک ہندوستانی کو سر ظفر اللہ کا ممنون ہونا چاہیئے کہ اُنہوں نے انگریزوں کے گھر جاکر حق کی بات کہہ دی"

(۲) روزنامہ "پرتاپ" ۲۲ فروری ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

"لندن میں آپ نے جو تقریریں کی ہیں اُن سے ہندوستان تو کیا ساری کامن ویلتھ میں تہلکہ مچ گیا ہے۔ کوئی اُمید نہ کرسکتا تھا کہ سر ظفر اللہ جیسا شخص بھی برطانیہ کی مذمت میں ایسے الفاظ استعمال کر سکتا ہے۔ چند دن ہوئے آپ نے ایک تقریر کی جسے سن کر یو.پی کے سابق گورنر میلکم

باقی صفحہ ۱۰ پر

وصایا

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اخبار میں اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی وصیت کے متعلق کسی شخص کو کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر وہ اس کے متعلق دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کریں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۰۶۱، میں مریم بی بی زوجہ شیخ زین الدین صاحب قوم شیخ، پیشہ خانہ داری، عمر ۲۴ سال، پیدائشی احمدی، ساکن کیندرہ پاڑہ، ڈاکخانہ کیندرہ پاڑہ، ضلع کٹک (اڑیسہ)، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۲/۲/۱۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میرا زرِ مہر ۲۰۰۰ روپے بذمہ خاوند ہے میرے پاس زیورات نہیں ہیں۔ میں ۲۰۰۰ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اُس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وفات کے بعد جو متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

الامۃ مریم بی بی۔ گواہ شد شیخ زین الدین ۷۲/۲/۱۶۔ گواہ شد سید غلام ابراہیم نائب صدر جماعت احمدیہ کیندرہ پاڑہ ۷۲/۳/۱۶۔

وصیت نمبر ۱۴۰۶۲، میں حلیمہ بی بی زوجہ شیخ احمد اللہ صاحب قوم شیخ، پیشہ خانہ داری، عمر ۴۰ سال، بیعت ۱۹۶۰ء، ساکن کیندرہ پاڑہ، ڈاکخانہ کیندرہ پاڑہ، ضلع کٹک (اڑیسہ) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۲/۳/۱۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا زرِ مہر ۵۲۵ روپے بذمہ خاوند ہے۔ زیورات میرے پاس نہیں ہیں۔ میں ۵۲۵ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گی سیکرٹری بہشتی مقبرہ مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ وفات کے بعد جو متروکہ ثابت ہو اُس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

الامۃ نشان انگوٹھا حلیمہ بی بی۔ گواہ شد شیخ احمد اللہ خاوند موصیہ، کیندرہ پاڑہ۔ گواہ شد سخاوت اللہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کیندرہ پاڑہ۔

وصیت نمبر ۱۴۰۶۳، میں گلشن بی بی زوجہ شیخ ابراہیم صاحب، قوم شیخ، پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال، پیدائشی احمدی، ساکن کیرنگ، ڈاکخانہ کیرنگ، ضلع پوری، صوبہ اڑیسہ (حال موسیٰ بنی مائنز) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۲/۲/۲۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میرا مہر ۱۵۰۰ روپے بذمہ خاوند ہے۔ میرے پاس زیورات طلائی وزنی ۲ بھری و نقرئی ۴۰ بھری قیمتی ایک ہزار روپے ہے۔ ہر دو کی میزان ۲۵۰۰ روپے بنتی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع بھی مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ گلشن بی بی ۷۲/۲/۲۰۔ گواہ شد میں موصیہ کے ۱/۱۰ حصہ جائیداد کے ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں، شیخ ابراہیم ۷۲/۲/۲۰، گواہ شد لطیف الرحمٰن امام الصلوٰۃ موسیٰ بنی مائنز

وصیت نمبر ۱۴۰۶۴، میں حوا بی بی زوجہ عطاء الرحمٰن صاحب، قوم پٹھان، پیشہ خانہ داری، عمر ۴۵ سال، تاریخ بیعت پیدائشی احمدی، ساکن کیرنگ، ڈاکخانہ کیرنگ، ضلع پوری صوبہ اڑیسہ حال موسیٰ بنی مائنز بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۲/۲/۲۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرا مہر ۳۰۰۰ روپے ہے جو بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ زیورات ساڑھے تین تولہ سونے کا ہے جس کی قیمت ۲۰۰۰ روپے ہے۔ مکان کچا قیمتی ۵۰۰ روپے واقع کیرنگ ہے۔ میں اس کل رقم ۵۵۰۰ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں

اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع بھی مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

الامۃ حوا بی بی۔ گواہ شد عطاء الرحمٰن موصی نمبر ۹۰۰۳، خاوند موصیہ موسیٰ بنی مائنز ضلع سنگھ بھوم گواہ شد شیخ ابراہیم صدر جماعت موسیٰ بنی مائنز۔

وصیت نمبر ۱۴۰۶۵، میں مظفر خاں ولد منار خاں صاحب قوم پٹھان، پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال، پیدائشی احمدی، ساکن پنکال، ڈاکخانہ نواپٹنہ، ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ حال ملازم موسیٰ بنی مائنز بہار، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۲/۲/۲۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد غیر منقولہ ایک مکان کچا اور زمین تین بیگھہ ہے جس کی اندازاً قیمت پانچ ہزار ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گا اس کی اطلاع بھی مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ اس وقت میں موسیٰ بنی مائنز میں ۲۹۰ روپے مشاہرہ پا رہا ہوں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں جو ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

العبد مظفر خاں نمبر ۲ احمدیہ لائین موسیٰ بنی مائنز ضلع سنگھ بھوم بہار، گواہ شد شیخ ابراہیم صدر جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائنز۔ گواہ شد عطاء الرحمٰن موصی وصیت نمبر ۹۰۰۳، ضلع سنگھ بھوم۔

وصیت نمبر ۱۴۰۶۶، میں صالحہ سلطانہ زوجہ سید ناصر احمد صاحب، قوم سید پیشہ خانہ داری، عمر ۳۰ سال، پیدائشی احمدی، ساکن جمشید پور، ڈاکخانہ جمشید پور، ضلع سنگھ بھوم، صوبہ بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۲/۲/۲۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میرا مہر ۲۰۰۰ روپے بذمہ خاوند ہے میرے زیورات طلائی سات تولہ قیمتی تین ہزار روپے ہیں جن کی میزان مبلغ پانچ ہزار روپے بنتی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر کوئی جائیداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر متروکہ ہوگا اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

الامۃ صالحہ سلطانہ ۷۲/۲/۲۲، گواہ شد ناصر احمد خاوند موصیہ ۷۲/۲/۲۲، گواہ شد خورشید احمد جمشید پور ۷۲/۲/۲۲۔

وصیت نمبر ۱۴۰۶۷، میں سید عارف احمد ولد سید نظام الدین جمیل احمد صاحب قوم سید، پیشہ طالب علم، عمر ۲۰ سال، پیدائشی احمدی، ساکن آرہ، ضلع آرہ بہار، حال مقیم جمشید پور بہار، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۲/۲/۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے، میں جمشید پور میں پڑھتا اور کام سیکھتا ہوں۔ جب بھی میں ملازم ہو جاؤں گا یا کوئی کاروبار شروع کروں گا اور آمدنی کی صورت پیدا ہوگی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا اور جو بھی جائیداد پیدا کروں گا اور ماہوار آمدن کی صورت پیدا ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور میرے مرنے کے بعد متروکہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اور اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

العبد سید عارف احمد ۷۲/۲/۲۲، گواہ شد ناصر احمد سیکرٹری مال جمشید پور۔ گواہ شد خورشید احمد جمشید پور ۷۲/۲/۲۲

بقیہ صفحہ ۹ بیلی جو اس وقت لارڈ بیلی آف سرگودھا ہیں آگ بگولہ ہو گئے اور میٹنگ سے اٹھ کر چلے گئے۔ آپ نے برطانوی کو وہ کھری کھری سنائیں کہ سننے والے برطانوی حکومت کے درجنوں تنخواہ دار ایجنٹوں کے کئے کرائے پر آپ کی ایک تقریر نے پانی پھیر دیا"...... اختلاف عقیدہ اپنی جگہ ہے

گورداسپور روٹری کلب میں تقریر ـ بقیہ صفحہ (۲)

میں احمدی مبلغین کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا کسی قدر ذکر کیا۔ اس تقریر کو بھی حاضرین نے بڑی توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سُنا۔

ہر دو تقاریر کے بعد صاحب صدر نے حسب موقعہ بڑے ہی جامع الفاظ میں جماعت احمدیہ کی قربانیوں کو سراہا۔ اور محترم صاحبزادہ صاحب کی تقریر پر شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کے اختتام پر حاضرین مجلس کو اسلام اور احمدیت کا پُر اثر لٹریچر بھی پیش کیا۔ جسے ہر ایک نے بخوشی قبول کیا۔ اور مطالعہ کا وعدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔

جلسہ سے فراغت کے بعد صدر جلسہ محترم جناب این۔ کے۔ کوشل صاحب کی خواہش پر محترم بیدی صاحب کی معیت میں تمام اراکین قافلہ جناب کوشل صاحب کے دولت خانہ پر گئے جہاں صاحب موصوف نے سب کے لئے رات کے کھانے کا اہتمام فرمار کھا تھا۔ کھانا بڑا ہی پُرلطف اور حسب موقعہ تھا۔ کھانے کی میز پر بھی بڑے ہی پُرتپاک ماحول میں مختلف النوع موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ اس موقعہ پر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی ذاتِ گرامی اور آپ کی بلند پایہ خدمات اور عظیم شخصیت خاص طور سے موضوع گفتگو رہی۔ واضح رہے کہ جناب کوشل صاحب کے خسر صاحب کے حضرت چوہدری صاحب موصوف سے دیرینہ تعلقات چلے آرہے ہیں۔ جس کا آں محترم نے اپنی کتاب تحدیث نعمت میں بھی ذکر کیا ہے۔

بالآخر ۱۰½ بجے یہاں سے فراغت کے بعد قابل قدر میزبان حضرات کی اجازت سے قافلہ گورداسپور سے بذریعہ کار روانہ ہو کر ٹھیک ۱۱½ بجے رات قادیان بخیریت پہنچ گیا۔ محترم صاحبزادہ صاحب کے ارشاد سے قافلہ میں مکرم خلیل محمود صاحب آف نائیجیریا کے علاوہ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب ناظر بیت المال آمد۔ مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب۔ مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر۔ اور خاکسار راقم الحروف (محمد حفیظ بقاپوری) کو ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا جبکہ مکرم محمد یوسف صاحب درویش جماعت کی کار کو ڈرائیو کر رہے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سفر کو جماعت کے لئے ہر طرح موجب برکت بنائے آمین ؛

مُبلّغین، معلّمین اور خدّام الاحمدیّہ کی خاص توجہ کیلئے

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ و تربیت، انچارج وقفِ جدید و صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

تحریکِ جدید کی تحریک جس قدر مبارک ثابت ہوئی، ہر احمدی اس سے بخوبی واقف ہے۔ ممالکِ خارجہ کے بیشتر دیار التبلیغ اس کے چندے سے قائم کئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مرجعِ خلائق بنایا۔ اس کام کا وسیع میدان خود ہمارے ملک کے اندر موجود ہے۔ اور ہر روز جو گزرتا ہے اس میں رُوحانی تشنگی کا احساس بڑھ رہا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے اپنے حلقہ میں اس چندہ کی وصولی کا "ہفتۂ تحریکِ جدید" میں خاص اہتمام کریں۔ تا تمام ہی احباب اس گروہ میں شمار ہو جائیں جن کے متعلق سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ:-

> "مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اِس تحریک میں حصّہ لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے۔"

چندہ عید فنڈ

چندہ عید فنڈ کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے فرد کے لئے کم از کم ایک روپیہ فی کس کی شرح سے مقرر ہے اس لئے احباب اس مد میں زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اس مد میں وصول ہونے والی رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

درخواست ہائے دُعا:

(۱) مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی درویش کچھ عرصہ سے بعارضہ بواسیر بہت زیادہ تکلیف میں ہیں علاج جاری ہے غالباً آپریشن ہوگا جملہ احباب اُن کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرماویں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے آمین (ایڈیٹر بدر)

(۲)۔ مکرم سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ رانچی عرصہ ایک ماہ سے بیمار چلے آرہے ہیں کافی کمزور ہو گئے ہیں احباب جماعت ان کی کامل شفایابی کیلئے خاص طور پر دعا فرماویں۔ (انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان)

(۳)۔ میری بہن کے شوہر مکرم وریام احمد خان صاحب ایک سال سے میری بہن کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں جس کی وجہ سے وہ بہت زیادہ پریشان ہیں۔ جماعت کی بہت معتقد ہیں۔ اور دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے آمین۔ خاکسار: ریاض احمد سیرٹھ۔

صَدقۃ الفِطر

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی نظر آتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور نہ ادا کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے اسلامی حکموں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو کہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو، اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مُربّی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ بلکہ معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نوزائیدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔

اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع (عربی پیمانہ) مقرر کی ہے جو کم و بیش ۲½ سیر کا ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اَولیٰ ہے البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے۔ چونکہ آجکل صدقۃ الفطر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے اس لئے جماعتیں غلّہ کے مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔ صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید الفطر سے پہلے ہو جانی چاہیئے۔ تاکہ بیواؤں اور یتیموں کو اس رقم سے طعام اور لباس کے لئے بروقت امداد کی جا سکے۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ لیکن جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق لوگ نہ ہوں تو وہ ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوائیں۔ یاد رہے کہ صدقۃ الفطر سے دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔

غلّہ کی اوسط قیمت کے مطابق ایک صاع کی قیمت تین روپے اور نصف صاع کی قیمت ڈیڑھ روپیہ بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو اِن ضروری فریضوں کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؛

ناظر بیت المال آمد قادیان

ہر قسم اور ہر ماڈل

کے موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت یا تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے!

آٹو ونگس

AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS – 600004.

PHONE NO. 76360.

خُلاصہ خُطبہ جُمعہ۔ بقیہ صفحہ اوّل

قرار داد پاس ہونے کے بعد احمدیوں (یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے ارشاد کے بموجب احمدیہ فرقہ کے مسلمانوں) کا ردِ عمل کیا ہونا چاہیئے؟

حضور نے فرمایا جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قرار داد کے بارہ میں اِس وقت میرا کوئی تبصرہ نہیں ہے۔ اس بارہ میں ابھی بڑے غور اور تدبر کی نیز مشورہ کی ضرورت ہے۔ جب غور اور مشورہ مکمل ہو جائے گا پھر مَیں جماعت کو بتاؤں گا کہ جو پاس ہؤا ہے وہ کتنے پہلو لئے ہوئے ہے۔ اور اس کا مطلب کیا ہے۔ اسلئے احباب ابھی چند روز اَور انتظار کریں، اور حقیقت کو منکشف (UNFOLD) ہونے دیں۔ اِس کے بعد تبصرہ ممکن ہوسکے گا۔

جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے کہ جماعت کا کیا ردِ عمل ہونا چاہیئے تو اِس کا جواب لمبا ہے۔ اور ایک خطبہ میں ختم ہونے والا نہیں۔ کیونکہ جواب میں ایک بنیادی حقیقت کے دو پہلوؤں کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ پر پُورا اور کامل ایمان رکھتے ہیں۔ اور قرآنِ عظیم نے جس خدا کو پیش کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اِس زمانہ میں ہمیں اُس کی ذات اور صفات کی کامل معرفت حاصل ہوئی ہے۔ اس کامل ایمان اور کامل معرفت کے نتیجہ میں اپنے ربِ کریم کی محبت اور خشیت ہمارے دلوں میں جاگزیں ہے۔ اپنے ربِ کریم کی یہ محبت اور خشیت ہمیں بتاتی ہے کہ ہمارا ردِ عمل کیا ہونا چاہیئے اور کیا نہیں ہونا چاہیئے۔ اب ظاہر ہے کہ قرآن کریم نے جس چیز سے روکا ہے اُس سے نہ رُکنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی یقینی ہے۔ اور ایک احمدی کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ اُس کا ربِ کریم اُس سے ناراض ہوجائے۔ سو لازماً اس کے ردِ عمل میں اس امر کو بنیادی اہمیت حاصل ہوگی کہ اس کا ربِ کریم اس سے ناراض نہ ہو۔ اِس لئے خدا کی ناراضگی پر منتج ہونے والی کوئی حرکت اس سے سرزد ہو ہی نہیں سکتی۔

حضور نے سر دست ایمان باللہ اور معرفتِ الٰہی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی محبت و خشیت کے دو تقاضوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا قرآنِ کریم ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا (آلِ عمران آیت ۵۸) اسی طرح اس نے بتایا ہے کہ اللہ تعالےٰ فساد کو پسند نہیں کرتا (بقرہ آیت ۲۰۶) اس کا مطلب یہ ہے کہ ظُلم اور فساد کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کی ناراضگی لازم آتی ہے۔ اِس لئے ایک احمدی کا ردِ عمل ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ جس میں ظلم کا شائبہ ہو یا جس سے فساد کی بُو آئے۔ ایک احمدی کسی صورت اور کسی حال میں بھی خفیف سے خفیف ظلم یا فساد کی طرف مائل نہیں ہوسکتا۔

آخر میں حضور نے فرمایا جہاں تک کسی کے غیر مُسلم ہونے کا سوال ہے مَیں شروع سے کہہ رہا ہوں کہ جس نے اِسلام اور اِیمان کسی دُکان سے خریدا ہو تو اس کے ضائع ہونے کا سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن مَیں اور تم جنہیں خدا نے کہا ہے کہ تم مُسلمان ہو ہمیں اس بارہ میں بھلا کیونکر فکر لاحق ہو کہ کسی کے غیر مُسلم کہنے سے ہمارا اسلام ضائع ہو جائے گا۔ ایسے اِسلام اور اِیمان کے ضائع ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(الفضل ۱۴ ر ستمبر ۱۹۷۴ء)

درخواستِ دُعا

اللہ تعالےٰ نے خاکسار کو تیسری بہن عطا فرمائی ہے جو مکرم محمد احمد صاحب غوری کی لڑکی ہے۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ازراہِ شفقت بچی کا نام "زُبیدہ شیریں" تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے اسی طرح میری والدہ صاحبہ کو جوڑوں میں درد کی تکلیف رہتی ہے ان کی کامل شفایابی کیلئے نیز میرے والد صاحب کے کاروبار میں ترقی اور برکت کے لئے جملہ بزرگان اور احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ دُعاؤں کی درخواست ہے۔

خاکسار: محمد یوسف اسلم غوری حیدر آباد (آندھرا)

فہرست اسمائے معتکفین حضرات

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مندرجہ ذیل احمدی حضرات امسال مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ میں اعتکاف کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے اعتکاف کو قبول فرمائے اور دینی اور روحانی برکات سے متمتع فرمائے۔ اسلام و احمدیت کو ترقی نصیب ہو آمین۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مسجد مُبارک

(۱) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
۲۔ مکرم خلیل محمود صاحب آف نائیجیریا (افریقہ)
۳۔ " ظفر عبد الباسط صاحب آف حیدر آباد۔
۴۔ " چوہدری عبد القدیر صاحب (امیر المعتکفین)
۵۔ " مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل (نائب امیر ")
۶۔ " شیخ مسعود احمد صاحب انیس۔
۷۔ " شیخ عبد الغنی صاحب آف یادگیر حال قادیان
۸۔ " مولوی برکت علی صاحب انعام درویش۔
۹۔ " بھائی اللہ دین صاحب صحابی۔ درویش۔
۱۰۔ " " عبد الرحیم صاحب "
۱۱۔ " عبد الکریم صاحب "
۱۲۔ " شبیر احمد خان صاحب "
۱۳۔ " چوہدری محمد طفیل صاحب "
۱۴۔ " محمد یوسف صاحب گجراتی "
۱۵۔ " عبد الرشید صاحب نیاز "
۱۶۔ " محمد شرف خان صاحب۔

مسجد اقصےٰ

۱۔ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری (امیر المعتکفین)
۲۔ " چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ (نائب امیر ")
۳۔ مکرم چوہدری محمد [illegible] صاحب گجراتی درویش
۴۔ " نذیر احمد صاحب آف پونچھ۔
۵۔ " حافظ اللہ دین صاحب درویش
۶۔ " ولی محمد [illegible] "
۷۔ " فضل الرحمٰن صاحب "
۸۔ " غلام قادر صاحب "
۹۔ " الحاج خدا بخش صاحب "
۱۰۔ " مولوی بشیر احمد صاحب خادم "
۱۱۔ " سعادت احمد صاحب جاوید متعلم مدرسہ احمدیہ
۱۲۔ " عبد المومن صاحب " "
۱۳۔ " مظفر احمد صاحب ظفر " "
۱۴۔ " محمد یوسف صاحب بٹ " "
۱۵۔ " محمد مقبول صاحب ملک " "
۱۶۔ مکرمہ بلقیس بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ محمد ابراہیم صاحب
۱۷۔ " امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ناصر
۱۸۔ " امۃ الرحمٰن صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد احمد صاحب
۱۹۔ " معراج سلطانہ صاحبہ اہلیہ چوہدری بدر الدین صاحب عامل
۲۰۔ " صغریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مستری دین محمد صاحب ننگلی۔
۲۱۔ " زہرہ بیگم صاحبہ اہلیہ فضل الٰہی خان صاحب۔
۲۲۔ " ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مستری محمد حسین صاحب
۲۳۔ " زبیدہ خاتون صاحبہ والدہ خالد حسین صاحب۔

پروگرام دورہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیّر انسپکٹر بیت المال۔ جماعتہائے احمدیہ بہار۔ بنگال۔ اُڑیسہ

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	-	۲۰ ۱۱/۷۴
پٹنہ آرہ	۲۱ ۱۱/۷۴	۲	۲۴
مظفر پور	۲۳	۱	۲۴
پرکھوپٹی ہریا سرائے	۲۴	۱	۲۵
اورین	۲۶	۱	۲۷
مونگھیر	۲۷	۱	۲۸
بھاگلپور برہ پورہ	۲۸	۳	۱ ۱۱/۷۴
خانپور ملکی	۱ ۱۱/۷۴	۲	۳
بلاری	۳	۱	۴
پکوڑ	۵		۶
رانچی سملیہ	۷	۱	۸
جمشید پور چائے باسہ	۸	۲	۱۰
موسی بنی مائنز	۱۰	۲	۱۲
بھوبھنڈار	۱۲	½	۱۲
روڑکلہ	۱۲	۲	۱۴
بسنہ پردہ	۱۵	۱	۱۷
سورو	۱۹	۱	۲۰
بھدرک	۲۰	۱	۲۱

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
کٹک	۲۱ ۱۱/۷۴	۲	۲۳
بھبنیشور	۲۳	۱	۲۴
کیرنگ۔ خوردہ	۲۴	۳	۲۷
مانکاگوڑا	۲۷	۱	۲۸
سونگھڑہ	۲۹	۱	۳۰
کیندرا پاڑا	۳۰	۱	۱ ۱۲/۷۴
چودوار	۱ ۱۲/۷۴	۱	۲ ۱۲/۷۴
آگے ملاحظہ ہو صفحہ ہذا کالم ۱-۲ نیچے			

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
کرڈاپلی	۲ ۱۲/۷۴	۱	۳ ۱۲/۷۴
پنکال	۳	۱	۴
کوٹ پلہ	۴	۱	۵
کٹک	۵	۱	۶

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
کلکتہ ڈائمنڈ ہاربر بانسرہ	۷	۷	۱۴ ۱۲/۷۴
قادیان	۱۶-۱۲-۷۴	-	-

ناظر بیت المال آمد قادیان